میثم عباس قادری رضوی

مولوی حسین علی وال بھچری
دیوبندی کے پردادا مرشد
کی ردِ وہابیہ میں لکھی گئی
کتاب کا ترجمہ

صداقت مسلک اہلِ سنّت

اُردو ترجمہ

تحقیق الحق المبین

بجواب مسائلِ اربعین

تصنیفِ لطیف حضرت غوثِ دوران مولانا شاہ احمد سعید صاحب
نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ و رضوانہٗ

ترجمہ اُستاذ العلماء حضرت مولانا محمد شریف ہزاروی مدظلہ مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ گوجرانوالہ

منجانب: بزمِ رضا ضلع گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ

بزمِ رضا ضلع گوجرانوالہ

معرفت مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱

نام کتاب ———— تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل الاربعین
اردو ترجمہ

مصنف ———— عارف باللہ حضرت شاہ احمد سعید مجددی علیہ الرحمۃ

مترجم ———— استاذ العلماء حضرت مولانا محمد شریف ہزاروی مد ظلہ

سائز ———— ۲۳ × ۱۸ / ۸

کل صفحات ———— ۸۸ صفحات

ہدیہ ———— دعائے خیر بحق معاونین بزمِ رضا

بار اوّل ————

تعداد ———— ایک ہزار

ملنے کا پتہ

بزم رضا معرفت مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

(نوٹ) بیرونجات کے حضرات ۴۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کریں۔

فہرست مضامین

انتساب

بزمِ رضا اپنی اس پہلی پیش کش کو امام اہلسنت مجدد برحق اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے منسوب کرتی ہے جن کی کوششوں نے شاتمان رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھ دیا۔ اور جنہوں نے حق اور باطل کے درمیان حدِ فاصل قائم کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ کر دیا اور آئندہ پیدا ہونیوالی نسلوں کو آدابِ مصطفٰے اور عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ دکھایا۔

بزمِ رضا گوجرانوالہ

الدرر السنیہ اردو

فی الرد علی الوہابیۃ

محمد ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین کے مکمل و صحیح حالات

نیز اس میں بے شمار احادیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نجدیوں سے سخت نفرت تھی

مصنفہ حضرت شیخ الاسلام مفتی حرم محترم مفتی شافعیہ

سید احمد دحلان مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ

ہدیہ صرف ۳ روپے

ملنے کا پتہ : مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر سوانح مصنف کتاب ہذا

پیدائش: یکم ربیع الآخر ۱۲۱۷ھ / ۳۱ جولائی ۱۸۰۲ء کو ریاست رام پور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ حضرت امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کی اولاد مبارک سے تھے سلسلہ نسب یوں ہے۔ (حضرت) شاہ احمد سعید بن ابو سعید بن شیخ صفی القدر بن شیخ عزیز القدر بن شیخ محمد عیسٰی بن شیخ سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن حضرت شیخ احمد سرہندی قدس اللہ اسرارہم یعنی آپ کا سلسلہ نسب سات واسطوں سے امام ربانی قدس سرہ پر جا ملتا ہے۔ اور چونتیس واسطوں سے امیر المومنین غیظ المنافقین خلیفۂ ثانی حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

+ آپکے پیرو مرشد حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ [ے] بچپن سے ہی آپ پر بہت شفیق تھے۔ جب آپ کے والد ماجد حضرت شاہ صاحب سے بیعت ہونے کے لئے گئے تو حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمۃ کو بھی ہمراہ لے گئے اور حضرت شاہ صاحب سے بیعت فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر دس سال سے کم تھی۔ شاہ صاحب آپ سے بہت محبت کرتے اکثر فرماتے

ے مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی کے چھوٹے بھائی صوفی عبدالحمید صاحب سواتی حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمۃ کے متعلق (شجرہ طریقت) ہشت سلاسل میں یوں لکھتے ہیں: "الٰہی بحرمت شیخ الشیوخ مجدد مائۃ ثالث نائب والبشر خلیفہ خدا مروج شریعت مصطفےٰ حضرت مولانا عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی دہلوی (تحفہ ابراہیمیہ مترجم طبع دوم صہ ۱۷۳) اشرف علی تھانوی صاحب نے یوں حکایت بیان کی (بزبان ایک بزرگ) بہت بڑے شخص ہیں ان کی ولایت میں طریقت کے تمام نہریں بہتی ہیں (خلاصہ ارواح ثلاثہ صہ ۱۷۹)

میں نے لوگوں سے ایک بچہ طلب کیا تھا کسی نے نہیں دیا ابوسعید نے دے کر میری طلب پوری کر دی یعنی اپنا بیٹا شاہ احمد سعید مجھے دے دیا۔ پیرو مرشد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ (جن کو دیوبندی عالم نے نائب خیر البشر اور خلیفہ خدا لکھا ہے۔) نے اپنے رسالہ کمالات مظہری میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

"حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابوسعید بہ علم و عمل و حفظ قرآن مجید و احوالِ النسبت شریفہ قربت است بہ والد ماجد خود (کمالات مظہری) بحوالہ مقدمہ اثبات المولد والقیام عربی اقبال مجددی صاحب۔

حضرت شاہ احمد سعید نے کتب تصوف مرشد پاک سے سبقاً پڑھیں اور مروجہ تعلیم کی تحصیل مفتی شرف الدین صاحب۔ شاہ سراج احمد صاحب مجددی۔ مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی نور محمد صاحب سے کی[۱] نیز آپ نے حضرت سیف اللہ المسلول جناب مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ سے بھی استفادہ کیا[۲]

حضرات مجددیہ کا سلوک اول سے آخر تک حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ سے حاصل کیا اور شاہ صاحب قبلہ نے ہی آپ کو خلعت سے نوازا لیکن چونکہ آپ نے جمیع مقامات میں اپنے والد بزرگوار سے بھی توجہات لیں اس لئے شجرہ میں آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی بھی لیا جاتا ہے۔

۱۲۴۹ھ میں آپ کے والد بزرگوار جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو خانقاہ شریف حضرت شاہ احمد سعید کے حوالے کی جہاں آپ نے طالبان حق کو چوبیس سال

حاشیہ [۱] مقدمہ اثبات المولد والقیام عربی۔ [۲] مقدمہ سیف الجبار۔
[۳] صوفی عبدالحمید صاحب سواتی دیوبندی آپ کے متعلق ہشت سلاسل میں یوں رقمطراز ہے۔

الشیخ بحرت غوث دوران قطب زمان حضرت شاہ ابوسعید احمدی (تحفۂ ابراہیمیہ ص۱۴۳، ص۶۹)۔

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی شاہ عبدالغنی صاحب برادر حضرت شاہ احمد سعید صاحب کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شاہ عبدالغنی صاحب نے حدیث زیادہ تر اپنے والد ماجد مرحانی فرقی پیر طریقت شیخ وقت حضرت ابوسعید دہلوی قدس سرہٗ سے پڑھی۔ تذکرۃ الرشید ۲۹/۱ فتاوی دارالعلوم دیوبند دیباچہ۔

سات ماہ تک فیض یاب کیا۔ (المناقب احمدیہ بحوالہ مقدمہ اثبات المولد عربی)

۱۲۷۴ ہجری / ۱۸۵۷ عیسوی میں ہندوستان کے جید علمائے اہل سنت مثل حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی مفتی صدرالدین صاحب مفتی عنایت احمد کاکوروی وغیرہ نے جابر برطانیہ کے خلاف فتوی جہاد دیا تو آپ نے بھی حمایت کی اور ڈٹ کر انگریز کے خلاف تحریک چلائی۔ جہاد کی مخالفت کرنیوالوں میں وہابی دیوبندی طبقہ کے علماء ہی تھے جنہوں نے جہاد میں حصہ لینے والوں کو بدکردار باغی، مفسد اور حرام موت مرنے والے قرار دیا دیکھو اقتصاد فی مسائل الجہاد و تذکرہ رشید ج ا وغیرہ۔

مذکورہ بالا واقعہ کی تائید میں مولوی اسماعیل پانی پتی کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے والے وہ سب کے سب علمائے کرام شامل تھے جو عقیدۃً حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے جنہوں نے حضرت شاہ اسمٰعیل کے رد میں کتابیں لکھیں اور اپنے شاگردوں کو لکھنے کی وصیت کی۔ (حاشیہ مقالات سرسید حصہ شانزدہم ص ۲۵۲)

مزید تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں اس کے لئے ایک علیحدہ دفتر درکار ہے۔ ویسے بھی علمائے اہل سنت اس مسئلے پر کافی لکھ چکے ہیں تفصیل کے لئے دیکھیں۔

باغی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور فضل حق اور سن ستاون و امتیاز حق وغیرہ خود وہابی دیوبندی مکتب فکر کی کتب بھی شاہد ہیں مثلاً حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی۔ سوانح احمدی جعفر تھانیسری۔ مکالمۃ الصدرین۔ تذکرۃ الرشید۔ الاقتصاد وغیرہ۔ تحریک کے دوران جب حالات نے اتنی سنگین صورت اختیار کرلی تو اکثر و بیشتر علماء و مشائخ بلاد اسلامیہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے تو آپ نے بھی بعد از استخارہ مسنونہ مع اہل و عیال حرمین شریفین کی طرف ہجرت کا فیصلہ کیا۔ راستے کے بے شمار مصائب برداشت کرتے ہوئے آپ خانقاہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اپنے خلیفہ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری

لہ مولوی حسین علی واں بھچروی نے حضرت حاجی صاحب کی شان بایں الفاظ بیان کی (باقی حاشیہ ص۱۰ کے نیچے)

علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لے گئے حاجی صاحب نے بڑی نیازمندی سے خوش آمدید کہا۔ آپ نے نہ صرف اپنے تمام مریدین بلکہ خانقاہ دہلی بھی حضرت حاجی دوست محمد علیہ الرحمۃ کے سپرد کرتے ہوئے اپنے دستِ خاص سے یہ تحریر حضرت حاجی صاحب کو عنایت فرمائی۔

"مریدانِ خود کہ در ہندوستان و خراسان سکونت میدارند کہ بجائے من مقبول بارگاہ اند حاجی دوست محمد صاحب را کہ خلیفہ من اند بدانند و توجہات از ایشاں گرفتہ باشد ..... و بہ حیثیت خویش ہم ایشانرا مخصوص گردانیدند و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسلیم خانہ حوالہ ایشاں نمودند"[1]

موسیٰ زئی شریف میں مختصر قیام کے بعد حضرت شاہ احمد سعید جدہ روانہ ہوگئے۔ آخر شوال ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء کو آپ جدہ پہنچے۔ حج ادا کرنے کے بعد ربیع الاول ۱۲۷۵ھ کو آپ نے مدینہ طیبہ حاضری دی اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ آخر ظہر و عصر کے مابین بروز سہ شنبہ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ ۱۸ ستمبر ۱۸۶۰ء کو وفات بھی مدینہ منورہ میں ہی پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ آپ کا مزار مبارک حضرت امیر المومنین خلیفہ سوئم سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مرقد مبارک کے متصل قبلہ کی جانب ہے۔ (سبحان اللہ)

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ موسیٰ زئی شریف والے آپ کے مریدین میں سے ہیں اور بعض علمائے دیوبند کے پیر و مرشد بھی ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ حضرت شاہ احمد سعید کے متعلق بعض علمائے دیوبند کے کچھ اقتباس پیش کر دوں ملاحظہ فرمائیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) قطب الواصلین و غوث الکاملین قدوۃ الابرار و زبدۃ الاحرار سیدی و سندی و روحی و فدی حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری بلغہ الیہ ان[؟] دوسرے مقام پر لکھا۔ در مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رضی اللہ عنہ۔ ایضاً صفحہ ۳۳۸ + [1] مناقب احمدیہ محمد مظہر مجددی مرحوم بحوالہ مقدمہ اثبات المولد والقیام عربی اقبال مجددی۔ [2] مولوی حسین احمد مدنی نے حضرت کا ذکر بایں الفاظ کیا نقش حیات صفحہ ۳۳ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب مجددی اور حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی قدس اللہ اسرارہم الخ

معروف دیوبندی مولوی حسین علی واں بھچروی انہی موسیٰ زئی شریف والوں کا مرید ہے۔ اور پھر اب کے اکثر دیوبندی اسی حسین علی کے شاگرد و مرید ہیں مثلاً مولوی غلام اللہ خاں۔ مولوی سرفراز گکھڑوی۔ صوفی عبدالحمید سواتی، قاضی شمس الدین وغیرہ۔

انہی میں سے گوجرانوالہ کے صوفی عبدالحمید صاحب سواتی نے تحفہ ابراہیمیہ میں حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی سے علماء دیوبند کی عقیدتمندی کا یوں اظہار کیا صوفی صاحب مولوی عبیداللہ سندھی کے شاگرد کا مکتوب تحریر کرتے ہیں۔ کہ :-

حضرات نقشبندیہ مجددیہ فاروقیہ دہلویہ سے موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں چشمہ فیض جاری ہوا۔ یہاں سب سے پہلے تشریف فرما ہونے والے بزرگ حاجی دوست محمد قندھاری ہیں جو حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی مدنی (برادر استاذ العلماء شاہ عبدالغنی محدث دہلوی) کے فیض یافتہ ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی بھی حضرت شاہ احمد سعید کی خدمت میں دہلی اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتے تھے اور فرنگی کے خلاف جہاد ۱۸۵۷ء میں حضرت شاہ صاحب کی مسجد اکبر آبادی (۔۔ ۔۔۔) میں علم جہاد بلند کرنے کی وجہ سے شروع ہوا تھا۔ حضرت شاہ صاحب کے حکم سے حضرت مولانا گنگوہی حضرت مولانا نانوتوی حضرت حاجی امداد اللہ تھانوی شامل ہوئے تھے [۱] تحفہ ابراہیمیہ صفحہ ۱۸-۱۹۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ علمائے دیوبند کی نظر میں حضرت قبلہ شاہ صاحب کی کتنی قدر و منزلت ہے کہ علمائے دیوبند حضرت کی خدمت میں حاضری دیتے تھے اور بقول شاگرد عبیداللہ سندھی (جس کا نام مولوی محمد عبداللہ ہے) علمائے دیوبند نے آپ ہی کے حکم سے جہاد میں حصہ لیا۔ مزید ملاحظہ فرمایئے۔ قرآن کریم کی اجازت کا ذکر کرتے ہوئے مولوی حسین علی واں بھچروی اپنی سند میں خود لکھتے ہیں :

مجھے قرآن کریم کی اجازت اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان سے بھی حاصل ہے۔

ان کو اپنے مرشد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری سے اور ان کو شاہ احمد سعید

---

[۱] صوفی عبدالحمید نے فیوضات حسینی مؤلفہ حسین علی واں بھچروی کا ترجمہ کیا ہے اس کے ابتداء میں مولوی حسین علی کی سوانح عمری بیان کی ہے۔ اسی حصے میں یہ واقعہ درج ہے۔

سے ان کو حضرت ابو سعیدؒ سے اور ان کو شاہ عبد العزیز سے۔ (تحفہ ابراہیمیہ ص۲۷ بلغۃ الحیران ص۸)
صوفی عبد الحمید صاحب نے اسی تحفہ ابراہیمیہ میں جا بجا اکثر مولوی حسین علی کے پیرو مرشد خواجہ عثمان صاحب کا ذکر کیا ہے۔ انہی خواجہ کے حالات، ملفوظات و کرامات وغیرہ پر مشتمل ایک کتاب بنام فوائد عثمانی ہے جس کی تصحیح و تصدیق حسین علی واں بھچروی نے کی ہے۔ اسی فوائد عثمانی کے حوالے سے خواجہ عثمان صاحب کا فرمان نقل کیا ہے کہ مرید کو چاہیئے کہ اللہ کے سامنے اپنے مشائخ کے ساتھ شب و روز میں ایک وقت توسل کرے الخ اس کے آگے توسل کا طریقہ لکھا ہے:
(طریقہ بتانے کے بعد لکھتے ہیں) و بعد ازاں بگوید کہ الٰہی بحرمت شفیع المذنبین الخ

الٰہی بحرمت غوث دوراں قطب زماں حضرت شاہ ابو سعیدؒ

الٰہی بحرمت غوث دوران محبوب رحمان حافظ قرآن وسیلتنا الی اللہ المجید حضرت شاہ احمد سعیدؒ۔

قارئین کرام دیکھئے علماء و مشائخ دیوبند کی نظر میں حضرت قبلہ شاہ صاحب کی کتنی شان ہے لیکن ستم ظریفی و ہٹ دھرمی کی انتہا دیکھئے کہ جنہیں غوث دوران محبوب رحمان اور اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ مانتے ہیں انہی کے عقائد کو برملا شرک و بدعت کہتے ہیں اور اپنے تحریری محبوب رحمان کو معاذ اللہ بدعتی اور مشرک بنا دیتے ہیں (ولاحول ولاقوۃ الا باللہ) خود فریبی میں مبتلا یہ لوگ دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا مشغلہ اختیار کئے ہوئے ہیں مگر صحیح بات تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اس دور میں نہ ہوتے تو ہمارے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے منافقین کو سمجھنا بہت مشکل تھا (مزید تفصیل کے لئے اگر ان کے تضادات اور جھوٹ دیکھنا چاہیں تو علامہ ارشد القادری کی زلزلہ اور مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب کی دیوبندی حقائق ضرور ملاحظہ فرمائیں) جن سے فیض حاصل کرنے کا دعویٰ ہے۔ انھیں کو معاذ اللہ بدعتی و مشرک بنایا جا رہا ہے کیا یہی توحید و سنت ہے؟۔

ملہ مولوی سرفراز صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب نے اثبات توحید و سنت اور رد بدعت پر بعض اور علمی کتابیں (مسائل اربعین اور مائۃ مسائل) لکھی ہیں جن سے اہل بدعت سخت نالاں ہیں۔ (تفریح الخواطر فی رد تنویر الخواطر ص۱۸)

اب آپ علمائے دیوبند میں سے ایک اور دیوبندی عالم کی تحریر پڑھیے۔

شمائم امدادیہ نامی کتاب میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے حالات و ملفوظات لکھے ہیں اس میں حضرت حاجی صاحب کا علمائے کرام اور اولیائے عظام سے عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے صاحب شمائم امدادیہ لکھتے ہیں۔

اکابر علماء اور اولیاء سے آپکو اس قدر محبت غالب تھی کہ اشہر علماء اکبر اولیا قطب فرید فرد وحید لشیخ سنیخی جناب حضرت الحافظ الحاج المہاجر مولانا شاہ احمد سعید حنفی المجددی الدہلوی المدنی اور اعلم علمائے اجل محدث اجل التقی النقی حضرت استاذی الحافظ الحاج المہاجر المولانا شاہ عبدالغنی الحنفی المجددی الدہلوی المدنی برادر اصغر حضرت مولانا شاہ احمد سعید مذکور رحمہا اللہ تعالیٰ الرحمۃ الواسعہ سے رابطہ خلوص و اتحاد بہت زیادہ تھا اور تا زمانہ وفات ان حضرات کے بے حد نہایت گرم مجلس رہتے الخ شمائم امدادیہ صہ ۱۷)

اسی کتاب میں دوسری جگہ حاجی صاحب کا ایک ملفوظ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ل مفتی اوّل دیوبند عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ صدیق زماں خلاصہ دوراں واقف علم حقیقت وکاشف رموز طریقت غواص بحار معانی دریائے لآلی عرفانی مقرب حضرت ربانی مقبول بارگاہ یزدانی حضرت شاہ حاجی امداد اللہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ الخ فتاوی دارالعلوم دیوبند دیوبندی الجہیں سشیخ العرب والعجم لکھتے ہیں دیکھو ارواح ثلاثہ گنگوہی صاحب نے رحمۃ العالمین کہا۔ معارف گنگوہی صہ ۵۴)

ع قاری طیب صاحب شمائم امدادیہ کے متعلق اپنے خیالات کا یوں اظہار کرتے ہیں۔ شمائم امدادیہ بلحاظ حقیقت شمائم عالیہ اور شمائم دین ومعرفت ہے بحوالہ کرامات امدادیہ صہ ۹۲۔ ہفت روزہ خدام الدین میں اس کتاب پر اس طرح تبصرہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب تصوف سے متعلق ہے اور طہارت قلب کیلئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ خدام الدین ۱۶ اگست ۱۹۶۴ء۔ صوفی عبدالحمید صاحب سواتی نے تحفہ ابراہیمیہ میں شمائم امدادیہ کے اقتباس نوٹ کئے ہیں دیکھو صہ ۹۶، ۹۷۔ ۳ یعنی حاجی امداد اللہ کو جن کے متعلق قاری طیب صاحب لکھتے ہیں بلا جھجک کہا جا سکتا ہے کہ آپ (یعنی امداد اللہ) کا ذکر خیر اور آپ کا مبارک تذکرہ درحقیقت لاکھوں علماء فضلاء اور عارفین کا تذکرہ ہے۔ (کرامات امدادیہ صہ ۹۲)

آپ نے ایک دن حضرت شاہ احمد سعید سے ملاقات فرمائی اور دوران گفتگو فرمایا کہ حضرت آج نسبت چشتیہ نسبت نقشبندیہ پر غالب ہے۔ آج آپ میں نسبت نقشبندیہ کا پتہ بھی نہیں تو ارشاد فرمایا کہ آجکل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی مجھ پر عنایت ہے الخ شمائم امدادیہ ص۸۵)

قارئین آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جو ہستی دیوبندیوں کے پیر و مرشد کے نزدیک اکبر اولیاء قطب فرید اور فرید وحید ہے اس کے مسلم ہونے میں اب کیا شک ہے۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے متعلق ایک اقتباس سرسید جیسے وہابی کا بھی ملاحظہ فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

آپ شاہ ابوسعید کے بڑے بیٹے اور جانشین ہیں۔ کمالات آپ کے اس سے سوا ہیں جو بیان میں آویں اور صفات آپ کی اس سے بھی بہت ہیں جو کہی جاویں۔ حافظ کلام اللہ ہیں اور مطیع سنت رسول اللہ ہیں ...... حق پوچھو تو اب انہیں کی ذات فیض آیات سے خانقاہ کو رونق ہے علم حدیث و فقہ و تفسیر بدرجہ کمال حاصل ہے۔ دن رات مشغلہ درس و تدریس جاری ہے۔ مسائل دینی آپ کے فیض سے حل ہوتے ہیں اور فتوٰی[له] شرع شریف آپ کی مہر سے مسجل کئے جاتے ہیں...... سینکڑوں آدمی آپ کے فیض توجہ سے مقامات مشکلہ سے نکلتے ہیں اور مدارج اعلٰی کو پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالٰی ایسے بزرگ کو سلامت رکھے جس سے خاندان مجددیہ قائم ہے آمین ثم آمین الخ مقالات سرسید حصہ شانزدہم ص۲۲۶

قارئین کرام کو اب مزید پتہ چل گیا ہوگا کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی شخصیت فریقین میں متنازعہ فیہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ لوگ بھی مطیع سنت رسول اللہ مانتے ہیں۔ طرفہ یہ کہ سرسید نے یہ حالات اپنی زندگی میں لکھے ہیں جس پر یہ الفاظ شاہد ہیں کہ اللہ ایسے بزرگ کو سلامت رکھے۔

زیر نظر کتاب تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل اربعین جس کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے، یہ کتاب امام ثانی دیوبند مولوی شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی کی مسائل اربعین کے رد میں ہے۔

[له] اقبال مجددی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ فتوٰی بھی دیا کرتے تھے مگر افسوس کہ کسی نے آپ کے فتوے جمع نہیں کئے۔ (مقدمہ اثبات المولد عربی)

جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے جس میں ایک ایک مسئلے کو خوب واضح کیا ہے۔ اور وہابیوں دیوبندیوں کا خوب رد کیا۔ یہ حضرت قبلہ کی دوسری تصنیف ہے جو اردو میں شائع ہوئی ہے۔ پہلی تصنیف اثبات المولد والقیام اردو مرکزی مجلس رضا لاہور نے شائع کی ہے شائقین حضرات ۲۰ پیسے کا ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کرسکتے ہیں۔

یہ رسالہ ہے جو میلاد شریف در کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے جواز میں بہترین رسالہ ہے بہت قوی دلائل دیئے ہیں اور فریق مخالف کا خوب رد کیا ہے۔ ہر سنی بھائی کو پڑھنا چاہیئے۔ یہی رسالہ اصل عربی مع اردو مقدمہ کے موسیٰ زئی شریف والوں نے شائع کیا ہے (شائقین وہاں سے منگوا سکتے ہیں) حضرت کی زیر نظر تصنیف تحقیق الحق المبین کا ترجمہ بزم رضا ضلع جہلم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ اگر عوام اہل سنت نے ساتھ دیا تو انشاء اللہ بزم رضا مسلک اہل سنت کی ترویج کے لئے علمائے اہل سنت اور محدثین کرام کے رسالوں کے ترجمے کرا کر شائع کرتی رہے گی۔

بزم رضا ہر گمراہ فرقہ اور مخالف اہل سنت کا رد کرنے کا پروگرام رکھتی ہے۔ اہل سنت کے خلاف جو گمراہ کن پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ کہ بریلوی کل کی پیداوار ہیں۔ بریلوی مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ سے چلے ہیں یہ سب غلط ہے کیونکہ بریلوی ہی حقیقت میں صحیح العقیدہ اہل سنت ہیں۔ بریلوی تو اس دور میں اہل سنت کا امتیازی نشان ہے، بریلوی تو صرف انتساب ہے۔ دشمنوں کی یاوہ گوئی نے بریلوی مذہب ہی بنا دیا ہے۔ حقیقت میں یہ لوگ خود انگریز کی پیداوار ہیں جس کا اشارہ میں نے انہی کی کتب کے حوالوں سے کر دیا ہے۔ بہر حال ہم ان الزامات کا جواب متقدمین علمائے اہل سنت کے لٹریچر سے دینے کا عزم رکھتے ہیں تاکہ عوام آسانی سے حق کو پہچان سکیں اور جان لیں کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت

ؔ اسی حق المبین کا حوالہ دیتے ہوئے مولوی حسین علی واں بھچروی رقمطراز ہے۔ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ سرہ العزیز در حق المبین نوشتہ الخ بلغۃ الحیران ص ۳۵۴۔

مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے کوئی نیا مذہب ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ انتہائی دیانتداری سے صحابہ کرام۔ اولیا عظام اور علمائے امت کے عقائد ہم تک پہنچائے ہیں مجھے امید ہے کہ قارئین اگر دیانتداری سے اسے پڑھیں گے تو ان کی یہ خلش دور ہو جائے گی۔

اب میں بانی وہابیۂ دہابیہ سے حضرت قبلہ شاہ علیہ صاحب علیہ الرحمۃ کی نفرت کے چند واقعات بیان کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا واقعہ آپ کے فرزند ارجمند حضرت شاہ محمد مظہر مجددی مرحوم نے اپنی کتاب المقاماتِ احمدیہ میں بیان کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں: ولم یذکر احد جا بسوء الا الفرقۃ الضالۃ الوھابیہ متحذیر الناس من قباحۃ افعالھم واقوالھم۔

(مناقب احمدیہ بحوالہ تقدیم تحقیق الفتویٰ صہ ۳۶)

(ترجمہ) حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ کسی کی برائی نہیں کرتے تھے سوائے وہابیہ کے گمراہ فرقہ کے تاکہ لوگوں کو ان کے افعال و اقوال کی قباحت سے ڈرائیں۔

اسی کے حاشیے میں لکھتے ہیں:- وکان قدس سرہٗ یقول ادنیٰ ضرر صحبتھم انا محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم التی ھی من اعظم ارکان

(بقیہ حاشیہ صفحہ م) تحقیق الحق المبین میں پیدائش سے لیکر وفات تک پیش آنیوالے تمام مسائل بیان کئے ہیں - دور حاضر کے اختلافی مسائل پر بھی سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے مثلاً تیجہ دسواں چہلم برس - استمداد انبیاء و اولیا اور آخر میں شان رسالت کو انوکھے انداز میں بیان کیا گیا ہے بہر حال کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔ حضرت نے بڑے نفیس پیرائے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی ہے جسکو پڑھکر ایمان تازہ ہوتا ہے۔

لہ قارئین کی سہولت کے لئے میں علمائے اہل سنت کی رائے بھی حضرت کے متعلق عرض کر دوں - اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا ظفر الدین بہاری مرحوم عاشق الٰہی دیوبندی کا رد کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب کے متعلق لکھتے ہیں: حضرت شاہ احمد سعید صاحب سے مولوی رشید احمد صاحب کو شرف تلمذ تھا۔ لیکن چونکہ شاہ صاحب سنی صحیح العقیدہ تھے اور مولوی اسحاق دہلوی کی کتاب کا جواب لکھا تھا، (حیات اعلیٰحضرت صفحہ ۹۵) جناب حضرت مولانا عبد السمیع صاحب مرحوم مصنف انوار ساطعہ لکھتے ہیں: جناب مولانا احمد سعید صاحب دہلوی عارف و محدث و فقیہ استحباب محفل مولد شریف کے قائل تھے انوار ساطعہ صفحہ ۱۲۴ - (باقی حاشیہ صفحہ ۱۷ پر)

الایمان تنقص ساعة فساعة حتی لایبقی منہا غیر الاسم والرسم فکیف یکون اعلاہ فالحذر الحذر عن صحبتہم ثم الحذر الحذر عن رؤیتہم اہ فاحفظہ (منہ) ایضاً صہ ۳۰)

(ترجمہ) حضرت (شاہ احمد سعید) قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ وہابیوں کی صحبت کا معمولی نقصان یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جو ایمان کے بڑے ارکان میں سے ہے لحظہ بہ لحظہ کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ نام و نشان کے علاوہ کچھ بھی نہیں رہ جاتا جب معمولی ضرر کا یہ حال ہے تو بڑے نقصان کا کیا عالم ہوگا۔ لہٰذا ان کی صحبت سے بچو ضرور بچو بلکہ ان کی صورت تک دیکھنے سے ضرور بالضرور اجتناب کرو۔

دوسرا واقعہ آپ کے ایک مرید حضرت مولانا رضا علی صاحب بنارسی نقشبندی مجددی احمدی بیان کرتے ہیں کہ :

حضرت پیر و مرشد (یعنی حضرت شاہ احمد سعید) سے میں نے دربابِ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پوچھا۔ مدینہ شریف میں فرمایا کہ ان کو میں نے اور تمام علمائے دہلی نے جامع مسجد دہلی میں قائل کیا۔ انہوں نے اقرار کیا کہ تقویۃ الایمان میں اصلاح دیدونگا۔ اور مقامِ ٹونک میں حضرت فرماتے تھے کہ میرے حضرت پیر و مرشد (یعنی شاہ غلام علی مرحوم) ع

(بقیہ حاشیہ صہ ۱۶) مفتی اول دیوبند مفتی عزیز الرحمان عثمانی آپ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں ۔:

حضرت شیخ محمد مظہر مجدد برادر زادہ حضرت شاہ صاحب (یعنی عبد الغنی) مقامات احمدیہ میں فرماتے ہیں الخ

حضرت شیخ محمد مظہر مرحوم اپنے والد ماجد شاہ احمد سعید صاحب سے نقل فرماتے ہیں الخ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند صہ ۲۵)

فتاویٰ دار العلوم میں اصل برادر زادہ لکھا ہے جو کاتب کی غلطی ہے کیونکہ شاہ عبد الغنی صاحب مرحوم حضرت شاہ احمد سعید کے چھوٹے بھائی ہیں اور مولانا محمد مظہر مجدد کے چچا اس لئے برادر زادہ صحیح ہے۔

● حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نجدی اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے (الحدیث) بحوالہ الدرالسنیۃ صہ ۹

● صوفی عبد الحمید سواتی نے ان کو بشت سلاسل میں خلیفہ خدا اور مروج شریعت مصطفےٰ لکھا ہے (دیکھو حاشیہ صہ ۱)

کہا کرتے تھے کہ جس قدر بے دینی اور بد اعتقادی اور فساد دین محمدی ہندوستان میں ہوا۔ مولوی اسمٰعیل کی ذات سے ہوا۔ اور علمائے حرمین نے اُن کے کفر پر اور (ابن) عبدالوہاب نجدی کے کفر پر فتوے لکھے ہیں جو اکثر مطبوع ہو گئے ہیں۔ (سیف الجبار اکابر علماء کی آراء صفحہ ۲۱)

جس وقت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسمٰعیل دہلوی کی عبارت پر گرفت کرتے ہوئے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا (جو تحقیق الفتویٰ کے نام سے چھپ چکا ہے) تو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی اس پر دستخط فرمائے۔

جب حضرت سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول صاحب بدایونی قدس سرہٗ نے عقائد اہل سنت پر عربی میں اہم کتاب المعتقد والمنتقد لکھی اور بعض نئے اٹھنے والے فتنوں (یعنی وہابیوں دیوبندیوں) کی بھی سرکوبی کی تو اس پر بھی حضرت شاہ صاحب نے مختصر اور جامع تقریظ لکھی۔

ان حقائق کے سامنے آجانے کے بعد اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہ جاتی کہ وہابیہ دیابنہ کے بارے میں حضرت کا کیا نظریہ تھا۔

اب میں حضرت کی تصانیف کا ذکر کرتا ہوں کہ تصانیف کی یہ فہرست مقدمہ اثبات المولد عربی سے دی جا رہی ہے۔

(۱) سعید البیان فی مولد سید الانس والجان (اردو) (انشاء اللہ یہ بھی عنقریب شائع کی جائیگی)

(۲) الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف (فارسی) (اللہ کرے اصل مع اردو شائع ہو)

(۳) الفوائد الضابط فی اثبات رابطہ (فارسی) تصورِ شیخ کے اثبات میں بہترین رسالہ ہے۔

(۴) انہار اربعہ فارسی: حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں کہ انہارِ اربعہ مؤلفہ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ جو لپسندیدہ کتاب ہے (ضیاء القلوب صفحہ ۵۳)

(۵) تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل اربعین (فارسی) جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

(۶) اثبات المولد والقیام عربی۔ میلاد مصطفےٰ اور کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کے جواز میں

بہترین رسالہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب کے تلامذہ۔ صاحب سیر الکاملین لکھتے ہیں۔

بسیارے از علما زمان شاگرد حضرت ایشاں بودند مثل مولوی عبد القیوم بن عبد الحی و مولانا محمد نواب و مولوی احمد علی محدث سہارنپوری و مولوی ارشاد حسین رام پوری مجددی و مولوی فیض الحسن سہارنپوری و مولوی عبد العلی بن قاری بن ہاشم وغیرہم۔ (از مقدمہ اثبات مولد عربی)

نوٹ: مولوی رشید احمد گنگوہی بھی حضرت کے شاگردوں میں سے ہے۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ۔۔ صاحب تذکرہ نے بایں الفاظ ذکر کیا۔ حضرت مولانا قدس سرہٗ کو حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ سے بھی تلمذ کا شرف حاصل تھا الخ۔

• کتاب ہذا کا ترجمہ استاذ العلما حضرت مولانا محمد شریف صاحب ہزاروی نے کیا ہے جو مفتی محمد حسین صاحب نعیمی اور غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید صاحب کاظمی کے شاگرد ہیں۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ گوجرانوالہ میں مدرس ہیں اللہ تعالیٰ ان کی سعی قبول فرمائے۔ میں اس مقدمے کو انہی الفاظ پر ختم کرتے ہوئے امید رکھتا ہوں کہ عوام و خواص اس کتاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے حوصلہ افزائی فرمائیں گے اور یہ سعی عنداللہ اور عندالناس مقبول ہوگی۔

• آخر میں میں حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری صدر مرکزی مجلس رضا لاہور کا شکریہ ادا کرنا بھی بہت ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی نشاندہی فرمائی اور حوصلہ افزائی بھی کی۔

قارئین سے معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اگر اس تحریر میں کوئی خامی ہو تو راقم الحروف کو مطلع فرمائیں میں شکر گزار ہوں گا۔

ناچیز شیخ محمد افضل

جنرل سکریٹری بزم رضا ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ وَجَنَّبَنَا عَنِ الْاِفْرَاطِ وَالتَّفْرِیْطِ بِحِفْظِ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاِیْمَانِ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی مَنْ اِخْتَصَّ بِالْخُلُقِ الْعَظِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ سَفِیْنَۃُ الْمِلَّۃِ وَنُجُوْمُ الدِّیْنِ الْقَوِیْمِ

اما بعد

معلوم ہونا چاہیئے کہ میرے بعض جگری اور دلی دوستوں نے اربعین کے مسائل کے متعلق اس ناچیز (احمد سعید جو بیٹا ہے ابی سعید مجددی کا (کَانَ اللّٰہُ لَہٗ عِوَضًا عَنْ کُلِّ شَیْءٍ) سے حق و باطل کرور وضعیف میں امتیاز کا استفسار کیا ان کے سوال کو پورا کرنے کے لئے اس ناچیز نے چند سطور حوالہ قلم کیں تاکہ حق باطل سے پوری طرح ممتاز ہو جائے میں نے اس کا نام تحقیق حق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین رکھا وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ۔

آذان و اقامت بچے کے کان میں کہنا

قال[1] مؤلف اربعین نے سائل کے سوال کے جواب میں کہا کہ اذان اقامت بچے کے دونوں کانوں میں کہنے کا استحباب سنت سے ثابت ہے۔

اقول میں کہتا ہوں کہ مؤلف اربعین کا واجب سنت مستحب میں سے شق آخیر یعنی مستحب ہونے کو سنت کے ساتھ اختیار کرنا بہت عجیب اور نرالی بات ہے۔ مؤلف نے شق ثانی یعنی سنت ہونے کو کیوں نہیں اختیار کیا اگر شق اخیر اختیار کرتے تو دلیل دعویٰ کے مطابق رہتی اب دعویٰ اور دلیل میں تقریب تام نہیں حق اور صحیح بات یہ ہے کہ داہنے کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا سنت ہے جیسا کہ تشریح کی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر السعادۃ میں شیخ کی عبارت حسب ذیل ہے "و اذان گفتن در گوش مولود

---

[1] قال سے مراد شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی ہیں۔ اقول سے مراد حضرت شاہ احمد سعید مجددی ہیں۔

نیز سنت است" اپنے بچے کے کان میں اذان کہنا سنت ہے۔ مؤلف اربعین نے اپنے جواب میں علامہ سیوطی کی کتاب جامع صغیر سے یہ عبارت بھی نقل کی من وُلِدَ لَہٗ ثَلٰثَۃٌ اَوْلَادٍ فَلَمْ یُسَمِّ اَحَدَھُمْ بِاِسْمِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَدْ جَھِلَ رواہ طبرانی الکبیر۔

مؤلف اربعین نے اس حدیث کا ترجمہ کرتے جَھِلَ کے معنی محروم از برکت کیے ہیں۔ یعنی جس شخص کے تین بچے پیدا ہوئے اور اس نے ایک کا نام بھی محمد نہ رکھا تو وہ برکت سے محروم رہا حالانکہ جَھِلَ کے معنی جَھِلَ الطَّرِیْقَۃَ الْمَحْمُوْدَۃَ الْمَشْرُوْعَۃَ مِنَ الشَّارِعِ فِیْ وَضْعِ الْاَسْمَآءِ یعنی وہ شخص اس طریقہ پسندیدہ سے ناواقف اور بے خبر رہا جو شارع نے نام رکھنے میں متعین و مقرر فرمایا ہے کیونکہ بہترین نام عند الشارع والشرع عبداللہ عبدالرحمن محمد اور احمد ہیں اور اسی طرح دوسرے نام۔

قال مؤلف اربعین دوسرے مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو شخص اجرت لینے کی نیت سے اذان دے اور اذان پہ اجرت وصول کرے ایسا کرنا ناجائز ہے اور

اجرت کی نیت سے اذان دینا

اجرت لینا منع ہے۔

اقول میں کہتا ہوں کہ متاخرین حنفیہ نے اذان وغیرہ پہ اجرت وصول کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور اسی پر فتویٰ صادر کیا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے یُفْتَی الْیَوْمَ بِصِحَّتِہَا اس زمانے میں اجرت کے جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔ نیز مؤلف نے اسی مقام پہ اجرت کی حرمت پہ یہ آیت کریمہ بطور نص واستدلال پیش کی۔ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ ۝

اقول میں کہتا ہوں کہ اس آیت سے عبادت پہ اجرت وصول کرنے کی حمایت کا ذکر نہیں اور نہ ہی یہ متضاد ہے۔ بلکہ یہاں تو فقط اتنی سی بات ہے کہ جن لوگوں کو میں نے تبلیغ کی اگر وہ احکام الٰہی سے روگردانی کریں تو میں ان سے کسی اجر کا سوال نہ کروں گا۔

کیونکہ میرے لئے اجر عند اللہ ہے۔

بچے کے کان میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح پر چہرہ پھیرنا

(قولہ) مؤلف اربعین نے کہا کہ جب بچہ کے کان میں اذان دی جائے تو مؤذن بوقت حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح چہرے کو دائیں بائیں جانب پھیر لے اور گھمائے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ اذان میں بوقت حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح چہرہ گھمانے سے فقط دائیں اور بائیں والوں کو خبردار کرنا اور مطلع کرنا ہے بچے کے کان میں اذان دیتے وقت ایسا کوئی مقصد اور علت موجود نہیں لہٰذا اس وقت تحویل چہرہ میں کوئی مقصد اور فائدہ نہیں اس کے علاوہ مسئلہ کوئی سند اور دلیل بھی ہونی چاہیئے اس مسئلہ میں کوئی سند موجود نہیں

(قال) مؤلف اربعین نے مسئلہ رابعہ کے جواب میں تحریر کیں کہ "قریبی رشتہ داروں کو اس طرح ایصال ثواب کرنا کہ اہل ہند کے رسم ورواج اس میں شامل نہ ہوں نیز صدقہ خیرات قرض سے بھی نہ ہو تو ایصال ثواب بالکل درست ہے اور اس کے جواز پر یہ آیت کریم ہی کافی ہے۔ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

(اقول) مؤلف کی یہ عبارت تجھے اکثر مقامات پر کام آئے گی اسے محفوظ رکھئے کئی ایسے نیک اور نفع بخش کام بھی آئیں گے جن سے مؤلف اربعین منع کرتے ہیں۔

(قال) مؤلف اربعین نے پانچویں مسئلہ کے جواب میں تحریر کیا کہ علمائے حنفیہ نے عقیقہ کو مستحب کہا کہ اگر عقیقہ ساتویں روز نہ کر سکے تو چودھویں دن کرے ورنہ اکیس تاریخ کو کرے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ امام محمدؒ نے مؤطا میں نقل کیا کہ ہم تک یوں روایت پہنچی ہے کہ عقیقہ جاہلیت کی رسم تھی اسلام نے اس کو قائم وجائز رکھا بعد میں قربانی کے حکم نے اس کو منسوخ کر دیا بلکہ ہر قسم کی ذبح قربانی سے منسوخ ہو گئی اور ہر قسم کا روزہ رمضان

کے روزے سے منسوخ ہوا اور غسل جنابت نے منسوخ کر دیا ہر قسم کے غسل کو اور حکم زکوٰۃ نے منسوخ کر دیا ہر قسم کے صدقہ کو اس طرح حکم ہم تک پہنچا اور مجیب کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک ساتویں چودھویں اکیس وغیرہ کو عقیقہ کرنا چاہیئے حالانکہ یہ حکم امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اگر ساتویں عقیقہ نہ کر سکے تو چودہ اکیس اٹھائیس یا پینتیس کو کرے۔ (نوٹ) مذکورہ بالا اشیاء کے منسوخ ہونے کا مطلب ان کی فرضیت اور وجوب کا منسوخ ہونا ہے) مترجم

قال مؤلف اربعین نے یہ بھی تحریر کیا کہ بچہ کے بالوں کو چاندی کے ساتھ وزن کرنا مستحب ہے اور سونے کے ساتھ جائز۔

اقول یہ مذہب بھی امام شافعی اور امام مالک کا ہے مگر ان دونوں کے نزدیک سونے اور چاندی ہر دو میں سے کسی کے ساتھ وزن کرنا مستحب ہے ایک کا استحباب اور ایک کا جواز نہیں دونوں کا استحباب ہے مجیب کا ہر دو میں تفریق کرنا غلط ہے یہ مسئلہ تفصیلاً شرح سفر السعادۃ میں موجود ہے۔

قولہ مؤلف اربعین نے کہا کہ بچے کے بالوں کو زمین میں دفن کیا جائے اور ایسا کرنا مستحب ہے کذا فی الطیبی۔

میں کہتا ہوں کہ طیبی کے عقیقہ کے باب میں ان مسائل کا ذکر تک نہیں کیا طیبی کی طرف ان مسائل کی نسبت کرنا سراسر غلط ہے۔ اور بالکل ایسا ہے جیسا کہ ایک شاعر نے زلیخا کتاب کی نسبت شیخ سعدی کی طرف کی اور کہا "چہ خوش گفت سعدی در زلیخا" حالانکہ زلیخا مولانا جامی قدس سرہٗ العالی کی تصنیف ہے۔

قولہ: وَلَا یُنْکَسِرُ عِظَامُهَا تَفَاؤُلًا وَاِنْ کُسِرَتْ فَلَا بَأْسَ بِهٖ

(ترجمہ) اور ذبیحہ کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں اس میں نیک فال ہے اور اگر توڑ دیں تو کوئی حرج نہیں۔

اقول میں کہتا ہوں کہ ملا علی قاری نے حصن حصین کی شرح میں لکھا کہ مناسب یہ ہے

کو نیک فال کے طور پر عقیقہ کے مذبوحہ جانور کی ہڈیاں نہ توڑے ملا علی قاری کی اس عبارت ہڈیوں کے نہ توڑنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔

قولہ: مؤلف اربعین نے کہا کہ اس صورت میں ماں باپ دادا دادی کے لئے گوشت کھانا جائز ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہ لوگ نہ کھائیں مگر منع کی شرع میں کوئی دلیل نہیں۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ سوال گوشت کھانے کے جواز کا نہیں بلکہ استحباب کا ہے۔ اور مجیب نے خود مستحب اپنے اس قول سے بیان کیا ہے کہ مستحب است ذبیحہ کا سر حجام کو دیں اور ایک ران دایہ کو گوشت تین حصوں میں تقسیم کریں ایک حصہ فقیروں مسکینوں کو دو حصے عزیز و اقارب کو کھلائیں استحباب کا اقرار بھی کرنا اور ساتھ لا اصل لہ فی الشرع بھی کہنا عجیب سی بات ہے۔

قولہ: مؤلف اربعین نے کہا کہ ہند میں جو بچوں کے مکتب رائج ہیں الخ ثابت نہیں ہیں۔

اقول میں کہتا ہوں کہ اس کا ثبوت موجود ہے چنانچہ مجیب نے خود شرعیۃ الاسلام کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ بچے کی تعلیم کا آغاز چار سال چار ماہ اور چار دن سے ہو جانا چاہیئے بعض نے اس مدت کے تقرر و تعین کی یہ توجیہہ کی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلی مرتبہ شق صدر ہوا تو آپ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی تھی پس مشہور ثابت ہوا اور اس شخص کا قول باطل ٹھہرا جس نے کہا کہ دین میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

قال: مؤلف اربعین نے ساتویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ فرحت سرور کا وقت حصول نعمت کے بعد ہے امید نعمت کا وقت فرحت سرور کا وقت نہیں جیسا کہ طعام ولیمہ نکاح کے بعد اور عقیقہ پیدائش بچہ کے بعد پس بچے کو تعلیم شروع کراتے وقت یعنی آغاز تعلیم میں شرینی تقسیم کرنا کھانا تیار کرنا وغیرہ وغیرہ سنت نہیں۔

اقول میں کہتا ہوں کہ آغاز تعلیم میں بھی فرحت سرور حصول نعمت کے بعد ہے اور استعداد ہے کہ جس کے بعد آغاز تعلیم ہوتا ہے یہاں حصول نعمت بالفعل ہے

توقع نعمت نہیں اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ توقع نعمت ہے تو سنت پھر بھی ہاتھ سے نہیں جاتی چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرہ سیکھنے کے بعد اونٹ ذبح کیا اور دوستوں کو کھلایا تو یہاں بھی تعلیم سورۃ فاتحہ کے بعد شیرینی تقسیم کرنا مطابق سنت ٹھہری پس نفی کرنا بعید از انصاف ہے۔

قولہ مؤلف اربعین نے کہا کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حصولِ نعمت کے بعد خوشی کا اظہار کرنا اور خاص کر جب نعمت دین سے متعلق ہو تو جائز ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ روایت میں لفظ جائز کا اطلاق کاتب کی غلطی سے ہوا اصل لفظ سنت ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس کا ثبوت خلفائے راشدین کے افعال سے ملتا ہے اور خلفائے راشدین کے افعال کا سنت ہونا حدیث شریف سے ثابت ہے چنانچہ ارشاد ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے **قال** مؤلف اربعین نے آٹھویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر شیرینی تقسیم کریں تو جائز مباح ہے

اقول: میں کہتا ہوں کہ شیرینی عرف میں میٹھے کھانے کو کہتے ہیں فَلَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا جیسا کہ تم خود اس کا اقرار کر چکے ہو بسلسلہ طعام شرح مشکوٰۃ شریف سے۔

قولہ مؤلف اربعین کا قول کہ لڑکیوں کے کانوں میں سوراخ کرتے وقت کھانا تیار کرنا اور کھلانا کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذرا۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ صحابہ کرام کا کسی فعل کو دیکھنا اور منع نہ کرنا تقریر ہے جس سے فعل کی سنیت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ حمادیہ کتاب میں ہے۔ لہٰذا عورتوں کے حق میں یہ فعل سنت قرار پائے گا اور حصولِ نعمت میں غور و فکر سے شیرینی تقسیم کرنا، کھانا تیار کرنا بھی مستحب ہوگا جیسا کہ بوقت ختنہ یہ چیزیں مستحب ہیں۔

قال: ناویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مؤلف اربعین نے کہا کہ چھوٹے بچوں کے

ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگانا حرام ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ لفظ لَایَنْبَغِیْ دال علی الحرام نہیں بلکہ کراہت مکروہیت پر دال ہے۔ طحاوی اور درمختار کے حاشیہ میں تحریر ہے کہ مردوں کے لئے مکروہ ہے تاکہ مشابہت النساء لازم نہ آئے۔ چنانچہ ھدایہ شریف میں ریشم کے استعمال کو مکروہ کہا۔ لہٰذا حرام کا اطلاق جائز نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اپنی رائے سے کسی چیز کو حلال حرام نہ کہو تاکہ جھوٹ کا افتراء نہ باندھو۔

قولہٗ: مؤلف اربعین نے کہا کہ جو چیزیں بالغ مرد کے لئے جائز ہیں وہ نابالغ بچے کے لئے بھی جائز ہیں۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ عقود شرعیہ خرید و فروخت وغیرہ بالغ کے لئے جائز ہیں مگر نابالغ کے لئے بلا اذن جائز نہیں۔ نکاح طلاق وغیرہ سب اس کی مثالیں ہیں۔ لہٰذا بالغ نابالغ پر یکساں حکم لگانا جائز نہیں۔

قال: مؤلف اربعین نے بارھویں مسئلہ کے جواب میں کہا کہ عقد نکاح سے پہلے کھانا کھلانا سنت نہیں۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ مؤلف نے خود زین العرب محشی مشکوٰۃ شریف سے نقل کیا کہ ولیمہ دخول کے بعد ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ بوقت نکاح اور بعض نے کہا کہ بوقت نکاح یا بعد از دخول جو بھی کھانا کھلایا جائے وہ ولیمہ ہے اور مؤلف نے خود تفسیر کی ہے کہ ولیمہ بوقت نکاح یا بعد دخول یا ہر دو ان نعمت کے شکریہ میں جو کھانا تیار کیا جائے ولیمہ ہے۔ خود نزدیک عقد نکاح تحریر بھی کیا پھر نفی بھی کرتے ہیں۔ متضاد عبارات لکھ کر اپنے آپ کو مورد الزام بنا رہے ہیں۔ اس عبارت سے یہ امر روز روشن کی طرح اظہر ہوگیا کہ جو کھانا بوقت نکاح تیار کیا جائے اس سے ولیمہ کی سنیت ادا ہو جاتی ہے۔

قال: تیرھویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مؤلف اربعین لکھتے ہیں کہ ملا علی القاری نے

شرح مشکوٰۃ میں تحریر کیا کہ جس کسی نے امر مستحب پر اصرار ولدوام کیا اور اسے لازم گردان لیا اور رخصت پر عمل نہیں کیا تو بے شک اس نے پا لیا شیطان سے گمراہی کا حصہ پس کیا حال ہوگا اس شخص کا جس نے اصرار کیا امر منکر و بدعت پر۔ عبارت حسب ذیل ہے۔

مَنْ اَصَرَّ عَلٰی اَمْرٍ مَنْدُوْبٍ وَجَعَلَہٗ عَزْمًا وَلَمْ یَعْمَلْ بِالرُّخْصَۃِ فَقَدْ اَصَابَ مِنْہُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْاِضْلَالِ فَکَیْفَ مَنْ اَصَرَّ عَلٰی بِدْعَۃٍ وَّمُنْکَرٍ

اقول ھٰذَا الْقَوْلُ مُخَالِفٌ لِمَنْ قَالَ الْعَمَلُ بِالْعَزِیْمَۃِ اَوْلٰی کَمَا ھُوَ مَذْکُوْرٌ فِیْ کُتُبِ الْمُحَقِّقِیْنَ وَعَلَیْہِ عَمَلُ الْمُتَّقِیْنَ۔

یعنی جب تک عزیمت پر عمل ممکن ہے رخصت سے اجتناب کرے اس کے علاوہ مجیب کی دلیل اسکے دعویٰ کے مطابق بھی نہیں۔ کیونکہ مجیب کا دعویٰ یہ ہے کہ مخطوبہ لڑکی کو علیحدہ مکان میں بٹھانا از قسم مباحات ہے فعل ترک کرنا نہ کرنا برابر ہے اور اصرار فعل مباح پر ترک پر ہو یا فعل پر مکروہ ہے اور ملا علی قاری کی عبارت میں امر مباح نہیں بلکہ امر مستحب کا ذکر ہے لہٰذا تقریب تام نہ پائی گئی بوقت شادی نیوندرا دینے کی رسم رشتہ داروں کو بطور اعانت و امداد جائز ہے کیونکہ صلہ رحمی مستحب بلکہ بعض اوقات واجب ہے۔

قال : مؤلف اربعین نے چودھویں مسئلہ کے جواب میں ذکر کیا کہ شریعت محمدی میں اس کی اصل نہیں۔

اقول : میں کہتا ہوں کہ یہ امور بھی صلہ رحمی میں داخل ہیں اللہ تعالیٰ رحم سے فرمائیگا جس نے تجھ کو ملایا اس کو میں ملاؤں گا اور جس نے تجھسے تعلق کاٹا اس سے میں بھی تعلق کاٹوں گا پس ان احسانات کی فضیلت اس حدیث سے معلوم ہوئی۔

قال : انیسواں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مؤلف اربعین نے تحریر کیا کہ عورتوں کے لئے سونے اور چاندی کا استعمال جائز ہے مگر سہرا جو پھولوں سے تیار کیا جاتا عورتوں کے لئے بھی سونے کا استعمال منع ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں تشبیہ بالکفار لازم آتا ہے۔

اور مشابہت کفار کے ساتھ منع ہے بلکہ پھولوں کا ہار بھی دولھا یا دلہن کے سر پہ بوقت نکاح یا بعد از نکاح باندھنا بدعت ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ پھول عطر یا کسی بھی قسم کی دوسری خوشبو کا استعمال سنت ہے۔ جیسا کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلنِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔

- تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں خوشبو۔ منکوحہ بیوی۔ نماز۔ اس کے ثبوت میں کسی کا اختلاف نہیں جس چیز کا ثبوت شرع میں موجود ہو تو فرقہ مخالف کے کرنے سے اس کا جواز ختم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بیت الخلاء سے نکل کر مٹی سے ہاتھ ملنا سنت ہے اگر کوئی بد دین اس کو اختیار کرے۔ مشرک اور بت پرست بھی یوں کرنے لگیں تو بھی اس کا جواز ہماری شریعت میں رفع نہ ہو گا۔ لہٰذا سہرا اور ہار کو بدعت کہنا جائز نہیں مگر یہ کہ جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز کہنے کی اصطلاح گھڑ لی جائے۔ یوں ہی جب عورتوں کے لئے سونے چاندی کا استعمال جائز ہے تو سہرہ پھولوں کے ہار سونے چاندی کے سہرے ہار وغیرہ بھی جائز ہوں گے اور یہ جو کتاب مراۃ الصفاء میں لکھا ہے کہ دولھا کے سر پہ پھول باندھنا۔ دوپٹہ اوڑھنا بدعت ہے اس سے بدعتِ حسنہ مراد ہے کیونکہ ان چیزوں کے جواز کا ثبوت شرع میں ملتا ہے۔ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

قال: مؤلف اربعین نے بیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ نقارہ بجانا بوقت نکاح اعلانِ نکاح کے لئے حرام ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ نقارہ یا طبلہ بجانا بوقت نکاح جائز ہے جیسا کہ طحاوی نے

دُرِّمختار کے قول کی شرح کرتے ہوئے لکھا :

أَمَّا إِذَا كَانَ لِغَيْرِهٖ كَطَبْلِ الْغُزَاةِ وَطَبْلِ الْعُرُوْسِ فَيَجُوْزُ

خلاصہ یہ کہ کھیل کود کے لئے طبلہ نہ بجایا جائے۔ غازیوں کے لئے اور بوقت نکاح طبل بجانا جائز ہے۔ ڈھول اور تاشہ[1] طبل کے حکم میں ہیں۔ طبل کا حکم تو شارح دُرِّمختار کی عبارت سے معلوم ہو چکا۔ ڈھول اور تاشہ کو بھی اس پر قیاس کر لیں۔ یعنی سب کا جواز دُرِّمختار کے شارح کی عبارت سے عیاں ہے۔

قال: مؤلف اربعین نے اکیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہر چھوٹے اور بڑے کی نفسی نفسی کی آواز سنتا ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ ہر کہہ مہہ کے لفظ سے حضور علیہ السلام کی استثنا کرنی چاہیئے تھی کیونکہ حضور علیہ السلام نے بھی اُمتی اُمتی کی ندا دی ہے۔

قال: مؤلف اربعین نے سنتائیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ سرود آلات سے جو خالی ہو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ محققین علماء اور محدثین نے دف اور سرود کو بوقت نکاح اور عیدین میں نیز بوقت ختنہ اور قدوم مسافر و دیگر خوشیوں میں جائز کہا اس کی اباحت حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں مروی ہے۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ مَا الَّذِيْ

---

[1] یہ حکم اس وقت کا ہے لیکن اب ڈھول وغیرہ کھیل کود کے لئے بجاتے ہیں جو سراسر حرام ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ رضویہ امام اہلِ سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)

كُنْتَ تقولين رواه البخاری خلاصہ ربیع بنت معوذ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بچیاں دف کے ساتھ شہداء بدر کا مرثیہ گا رہی تھیں حضور علیہ السلام جب تشریف فرما ہوئے تو انھوں نے کہا کہ ہم میں ایک ایسا عظیم الشان نبی ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس بات کو رہنے دو اور مرثیہ کہو امیر المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اعلنوا هٰذا النكاح واجعلوه فی المساجد واضربوا عليه بالدفوف : نکاح کا اعلان کرو مسجد میں نکاح پڑھو اور دف بجاؤ۔ معلوم ہوا کہ دف اور سرود آقائے دوجہاں علیہ السلام نے خود سنے ہیں اب اس کو ناجائز کہنا بہت بڑی بے ادبی ہے اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا اے اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھنا۔

قولہ: مؤلف اربعین نے کہا کہ غناء پر اجرت دینا اور لینا دونوں حرام ہیں۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ بلا شرط غناء پر اجرت دینا جائز ہے جیسا کہ درمختار میں مرقوم ہے۔ ولو اعطاه بلا شرط۔

قال: مؤلف اربعین نے انیسویں[۲۹] مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان چیزوں کو جنازہ کے ہمراہ لے جانا رسم جاہلیت ہے۔

اقول: میں کہتا ہوں کہ رسم جاہلیت کہنے کے لئے کسی معتبر کتاب کا حوالہ درکار ہے۔ ان چیزوں کو جنازہ کے ساتھ اس لئے لے جانا تاکہ محتاجوں فقیروں میں تقسیم کی جائیں اور میت کو ایصال ثواب ہو تو یہ جائز ہے اس کا ثبوت حدیث شریف سے ملتا ہے اور خود مجیب نے صدقہ کی فضیلت برائے اموات کو ثابت کیا ہے اور شرح الصدور سے احادیث بھی نقل کیں نیز شیخ الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایصال ثواب کیلئے صدقہ کرنا امر مستحب ہے اور یہاں تک ارشاد فرمایا کہ دفن میت کے بعد سات روز تک صدقہ کرنا چاہیئے اس سے معلوم ہوا کہ انتقال کے بعد سات روز تک میت کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ کرنا مستحب ہے پہلے دوسرے یا تیسرے دن سے منع کرنا امر مستحب سے منع کرنا ہے اور اپنے آپ کو اس ثواب عظیم سے محروم رکھنا ہے جو امر مستحب کے کرنے پر خود مل جاتا ہے تاب اللہ علیہم حالانکہ پہلے ایک مقام پر خود وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ، آیت کریم سے امور خیر پر استدلال کر چکے ہیں۔ (فتذکر)

(قولہ) مولف رابعین نے کہا کہ جس چیز کی نظیر شریعت میں نہیں ملتی اسکا کرنا مکروہ یا حرام ہے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ مجیب پر انتہائی تعجب ہے باوجود علم کے تقاریر متضادہ الانتناقضہ کیوں کرتے ہیں اور علماء کے خلاف تعبیرات گھڑتے ہیں اصحاب نظر وفکر وافکار صحیحہ سے یہ بات مخفی نہیں کہ قول مذکور میں مجیب نے لفظ اصل کی بجائے لفظ نظیر ذکر کیا ہے تقریر متناقض یہ ہے کہ امر کلی کا اثبات کرتے ہیں اور جزئیات کا انکار اسکی مثال یہ ہے کہ صدقہ برائے میت جائز اور مستحب ہے اور خصوصیات تصدق کا انکار کرتے ہیں۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ کوئی یہ کہدے کہ بھیڑ حلال ہے مگر سفید یا سیاہ بھیڑ حرام ہے۔ گر ہمیں مکتب است ایں ملاں ۔ کار طفلاں خراب خواہد شد

(قولہ) مستحب یہ ہے کہ صدقہ بغیر اور بغیر تعین وقت کے و دن کے ہو ورنہ بدعت ہوگا۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ ہر وہ چیز جس کی اچھائی مشارع سے ثابت ہو وقت اور دن کے تعین سے اسکا حسن اور اچھائی زائل نہیں ہوتی جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے کہ المصافحة حسنة ولو بعد العصر فی الفجر مصافحہ اچھی چیز ہے عصر کے بعد ہو یا فجر کے بعد

(قال) مؤلف اربعین نے بائیسویں سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ تعزیت کے لئے دعا کیلئے رفع یدین کرنا بظاہر جائز ہے کیونکہ حدیث شریف سے مطلقاً دعا میں رفع یدین کرنا ثابت ہے لہٰذا اسوقت بھی رفع یدین کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اسکی تخصیص برائے دعائے تعزیت منقول نہیں۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ الحمد للہ اس مقام پر مولف نے حکم کلی جزئیات پر جاری کر دیا اور جواز کے قائل ہو گئے پس لازم ہے کہ اس قائدہ کی رو سے دوسری جگہوں میں بھی جواز کے قائل ہوں اور جواز کا قول کریں دوسری جگہیں اور مقامات سے مراد یہ معہود

ہیں ایصال ثواب کے لئے رفع یدین کرنا میّت کے لئے مالی اور بدنی صدقہ کرنا
بین الخطبتین دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا جو کہ معمول بہا ہیں ورنہ مولف کے کلام میں تضاد و
تناقض متقدم آئے گا اور آخری جملہ کا جواب یہ ہے کہ مشارع پر ہر جزئی کا حکم بیان
کرنا لازم نہیں بلکہ صرف کلی کا حکم بھی بیان کر دینا کافی ہے۔ جیسا کہ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ
ہر نشے والی چیز حرام ہے جہاں علت یعنی نشہ پایا جائیگا وہ حرام ہو جائے گی۔
اور حرام ہونے کا حکم لگا دیا جائیگا۔ اے عقل والو غور کرو یہ مدعی پر نص قطعی ہے
(قال) تینتسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مولف اربعین نے کہا کہ یہ جو لوگ
تکلفات کرتے ہیں میّت کے سوئم پر فرش بچھاتے ہیں خیمے گاڑتے ہیں اور چیزیں
تقسیم کرتے ہیں سب بدعت شنیعہ ہیں اور شریعت میں ناجائز ہیں۔
(اقول) میں کہتا ہوں کہ مجیب کا دعویٰ بلا دلیل ہے اور اعمال کا دار و مدار نیات پر ہے
اگر قرآن کریم کے قاریوں کی عزت و تکریم کے لئے فرش بچھایا جائے تو یہ فعل و اقدام
اچھا اور مستحسن ہے تاکہ پاک فرش پر بیٹھ کر تلاوت و ذکر کریں تاکہ یہ فعل قبولیت
کا سبب بن جائے اور جس شخص کا مکان وسیع نہ ہو بلکہ تنگ اور چھوٹا ہو اگر وہ ان
حضرات کے لئے خیمہ لگا دے تو اس میں کیا حرج ہے شیرینی تقسیم کرنا اور خوشبو لگانا
سنّت ہے اور سنّت سے منع کرنا جائز نہیں اس لئے کہ نبی کریم علیہ السلام نے تین
چیزوں کا استعمال کرنا ترک کرنا بُرا ہے۔ یعنی ضرور استعمال کرنی چاہیئے (۱) خوشبو (۲) دودھ
(۳) وساوہ (تکیہ) ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ لَا تُرَدُّ
الطیب اللبن والوسادۃ۔
(قال) مؤلف اربعین چوبیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ تیسرے دن اکٹھا
ہونا صلحا اور قراء کا ختم قرآن کریم کرنا پورے قرآن کا ختم ہو یا ایک سورۃ کا یہ سب
مکروہ ہے جیسا کہ نصاب الاحتساب میں لکھا ہے۔

إِنَّ خَتْمَ الْقُرْآنِ جَهْرًا بِالْجَمَاعَةِ وَيُسَمّٰى بِالْفَاتِحَةِ سِيَّۃِ سی پارہ خواندن مکروہ۔

اقول وباللہ التوفیق ۔ میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ مجیب کا دعویٰ مطابق دلیل نہیں کیونکہ کتاب نصاب الاحتساب میں سوم کا ذکر تک نہیں اور دعویٰ کا سب سے بڑا جز یہی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ صاحب احتساب نے ختم قرآن جہرًا بالجماعۃ کو مکروہ کہا کیونکہ اس طرح کی قرأت مفوت الاستماع القرآن ہے ایسا اونچا پڑھنے سے قرأت سننے میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور استماع قرآن واجب بنص القرآن ہے ۔جیسا کہ ارشاد ربانی تعالیٰ ہے وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ

ترجمہ : جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور اسکو سنو پس ترک واجب کی وجہ سے صاحب نصاب الاحتساب نے کراہیت کا حکم لگایا اگر قرأت بصورت جہد نہ ہو تو تو قطعاً کراہیت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا باقی صاحب نصاب کی عبارت تیسرے دن کے تعین کی کراہت قطعاً معلوم نہیں ہوتی باقی مجیب کی خدمت میں عرض کروں گا ۔کہ تیسرے دن کے تعین وتقرر سے دو غرضیں ہیں (۱) اہل میّت سے تعزیت کرنا (۲) قرآن کا پڑھنا تسبیح تہلیل کرنا اور اسکا ثواب میّت کی رُوح کو ایصال کرنا اور تعزیت امر مسنون ہے مجیب نے خود اس کے جواز کا حکم دیا ہے اور قرآن پڑھنا تسبیح تہلیل کرنا اور اس کا ثواب میت کی روح کو ایصال کرنا یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے پس ان اغراض کی وجہ سے یہ بھلائی کب مکروہ ہے کوئی دلیل بیان کردو تاکہ میں اسکا جواب دوں جبکہ مقصد سوم و دہم چہلم وغیرہ سے فقط ایصال ثواب ہے عبادت مالی کا یا بدنی کا اور یہ امر اہل سنت کے نزدیک بالکل جائز ہی نہیں بلکہ متفق علیہ ہے صرف معتزلہ کا اختلاف ہے جیسا کہ ہدایہ کے حاشیہ میں مذکور ہے وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْتَمِعُوْا فِيْ كُلِّ عَصْرٍ وَزَمَانٍ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ وَيُهْدُوْنَ ثَوَابَهٗ لِمَوْتَاهُمْ وَعَلٰى هٰذَا اَهْلُ الصَّلَاحِ وَالدِّيَانَةِ مِنْ كُلِّ مَذْهَبٍ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ وَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ مُنْكِرٌ

فکان اجماعاً عند اهل السنة والجماعة خلافاً للمعتزلہ (انتہی)
خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ چیز جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ایصال ثواب جائز اور مستحب ہے وہ ہر زمانہ میں صلحا اور اہل دیانت لوگ جمع ہو کر قرآن پڑھتے اور اس کا ثواب میت کو ایصال کرتے اور وہی طریقہ مالکیہ اور شافعیہ کا ہے اسکا کسی نے انکار نہیں کیا اور کوئی بھی منکر نہیں رہا لہذا اس امر پر اہلسنت کا اجماع ثابت ہوا ہاں معتزلہ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے پس جس وقت اہل سنت کا اجماع کسی امر پر ثابت ہو جائے اور اس کا کوئی بھی منکر نہ گزرا ہو تو ایسے اجماع کے خلاف قول کرنا تباہی و بربادی کو دعوت دینا ہے اور کون عقلمند اس مخالف اجماع کا قول سن کر قبول کرنے کے لئے تیار ہوگا مگر عوام کالانعام جو کھرے اور کھوٹے میں تمیز نہیں کر سکتے یہ لوگ ان کو اغوا کر لیتے ہیں اور خلاف اہلسنت راستہ کشادہ کر لیتے ہیں

اور مطابق اس حدیث شریف کے مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً فَلَهٗ وِزْرُهٗ وَمَنْ عَمِلَ بِهَا

جس نے اسلام میں بُرا راستہ نکالا۔ اس پر اس کا بوجھ بھی اور عمل کرنے والوں کا بوجھ بھی ہے اپنے جاہل معتقدین کا بوجھ بھی اٹھاتے ہیں۔ شعر ؎

بوقت صبح ہمچو روز معلومت — کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ اے زمینوں آسمانوں کے پیدا کرنے والے تو ہی فیصلہ فرمائے گا اس امر کا کہ جس میں تیرے بندے اختلاف کرتے تھے خیرات سے روکنا اور حسنات سے باز رکھنا اگر اس وبال اور بوجھ کا سبب بن جائیں تو اس میں کوئی تعجب نہیں یہ اجتماع امرین کو منع کرتے ہیں حالانکہ یہاں اجتماع مستحبین ہے اور جہاں اجتماع مستحبین ہو وہ بطریق اولی خود بھی مستحب ہوتا ہے اور نور علی نور ہو جاتا ہے یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ شعر ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اگر دن میں چمگادڑ کو سورج کی ٹکی نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا گناہ سب قصور اس کی آنکھوں کا ہے ۔ دوسرا شعر ہ

سکندر را نمی بخشند آبے — بزور وزر میسر نیست ایں کار

(قولہ) کھانا پکانا اور دعوت کرنا ان دنوں میں مکروہ ہے ۔

(گویم) میں کہتا ہوں کہ ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اس دعوت کو قبول کرنا سُنت ہے ۔ اور اس کے سنت ہونے کی وہ حدیث شریف ہے جو مشکوٰہ شریف میں بروایت عاصم بن کلیب مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اپنے ایک صحابی کو دفنا کر فارغ ہوئے تو اس متوفی صحابی کی بیوہ نے نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں قاصد بھیج کر بمعہ صحابہ دعوت طعام دی حضور علیہ السلام بمعہ صحابہ اُس میت والے گھر تشریف لائے دعوت کو قبول کیا کھانا تناول فرمایا حالانکہ دعوت کا دن اس شخص کی وفات کا پہلا دن تھا ۔ اگر ایسی دعوت مکروہ ہوتی تو نبی کریم علیہ السلام اس دعوت کو ہرگز قبول نہ کرتے لیکن کیا کیا جائے مولف اربعین کی عادت ہے سنت کو مکروہ بنانا اور ناجائز گردانا اور جن فقہی روایات سے اس دعوت کا مکروہ ہونا معلوم ہوتا ہے وہ قسم خاص پر محمول ہیں اور وہ قسم خاص یہ ہے کہ لوگ خود بخود میت والے گھر میں جمع ہو جائیں شرم حیا کی وجہ سے اہل بیت اپنی زبان سے کچھ نہ کہہ سکیں حالانکہ اہل بیت ان لوگوں کو کھانا کھلانے پر راضی خوشی سے تیار نہ ہو بلکہ محض امر مجبوری سے کھانا کھلائیں ۔ ایسا کھانا مکروہ ہے (۲) یا یہ کہ میت کے وارث نابالغ ہوں یا غیر حاضر ہوں اور شخص معین کی ملکیت سے طعام نہ تیار کیا گیا ہو یا ابھی میت کا ترکہ تقسیم نہ کیا گیا ہو تو بیشک مذکورہ بالا صورتوں میں میت کے گھر سے کھانا کھانا کراہیت سے خالی نہیں جیسا کہ ملا علی القاری نے شرح شفا شریف میں اسکو تفصیل سے بیان کیا ہے اگر مزید وضاحت چاہیئے تو اس کتاب کی طرف رجوع کریں نیز قاضی خان نے بھی اپنے

فتاوی قاضی خان میں اس کا ذکر کیا ہے مولف اربعین نے اس روایت کو نقل کیا ہے مولف کی متضاد تحریروں میں سے ایک تحریر یہ بھی ہے جیسا کہ میں پہلے اشارہ کر چکا ہوں

(قولہ) مولف اربعین نے کہا کہ کوئی چیز کھانے پر پڑھنا[۱] اور ہاتھ اٹھانا فاتحہ مروجہ کے طور پر علمائے سنت سے منقول نہیں (گویم) میں کہتا ہوں کہ کھانے پر ہاتھ اٹھانے سے مقصد صرف مغفرت کی دعا کرنا ہے اور کھانے کا ثواب میت کی روح کو ایصال کرنا ہے اور رفع یدین یعنی طعام پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شرائط دعا سے ہے جیسا کہ حصن حصین کتاب میں مرقوم ہے اور مولف اربعین نے بھی بائیسواں[۲۲] مسئلہ کے جواب میں اس امر کا اقرار کیا ہے اور یہ امر علماء و صلحاء کا معمول رہا ہے یہ حضرات سلف سے تعلق رکھتے ہیں یا خلف سے فَثَبَتَ نَقْلُهُ عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَبَطَلَ نَفْيُهُ اس امر کا ثبوت سلف خلف سے ہوا لہٰذا نفی باطل ٹھہری اور لفظ قبل متناول سے پہلے اربعین کی عبارت میں کاتب سے رہ گیا ہے ورنہ عبارت کے معنی درست نہیں ہوں گے

(قال) مولف اربعین نے پچیسواں[۲۵] مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ درصورت اختلاف عمل بالاحتیاط باید۔ یعنے اختلاف کی صورت میں محتاط پر عمل کرنا چاہیئے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں احتیاط کی صورت یہی ہے کہ فتوی کے مطابق عمل کیا جائے اور درمختار میں فتویٰ اسی صورت پر صادر کیا ہے لہٰذا اسی پر عمل بالاحتیاط ہے کیونکہ علمائے احناف کے نزدیک یہ کتاب معتبر ہے۔

(قال) چھبیسواں[۲۶] مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مولف اربعین نے کہا کہ عرس کا دن مقرر کرنا جائز نہیں۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ لفظ عرس کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے ایک یہ کہ عرس نام ہے قرآن کریم کلمہ شریف پڑھنے اور اس کا ثواب میت کو ایصال کرنے کا نیز طعام و شیرینی کھلانا و تقسیم کرنا اللہ تعالیٰ کے نام پر ثواب برائے میت جو کہ علماء صلحاء کا معمول ہے

---

[۱] کھانے کی چیز پر پڑھنا جائز ہے اور وہ تبرک ہو جاتا ہے (خلاصہ فتاویٰ علی عزیزی و انتباہ فی سلاسل اولیاء وغیرہ)

مقصد اس سے صرف عبادت مالی و بدنی کا ثواب میت کو ایصال کرنا ہے اور یہ امر اہل سنت کے نزدیک مسلّم و متفق علیہ ہے اور اس کی خوبی و اچھائی میں شک تک نہیں اس کا حسن و اچھا ہونا میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور مولف اربعین بھی اس کے قائل ہیں۔ لیکن تعیین یوم کے منکر ہیں لیکن مولف کا یہ انکار تعصب پر مبنی ہے ورنہ یوم کا تعیین اکثر امور میں خود شارع علیہ السلام سے ثابت ہے۔ عن محمد بن نعمان یرفع الحدیث الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من زار قبر ابویہ او احدھما فی کل جمعۃ غفر لہ وکتب بارًا (رواہ البیہقی) ترجمہ: محمد بن نعمان مرفوعًا روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے ہر جمعۃ المبارک کو اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اللہ تعالیٰ بخش دیگا اس کے گناہ اور اسکو گناہوں سے پاک لکھدیا جائے گا۔

وعن ام سلمۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم یوم السبت و یوم الاحد اکثر مما یصوم من الایام یقول انہما یوما عید للمشرکین فانا احب ان اخالفہم رواہ احمد۔ ترجمہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام ہفتہ و اتوار دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ روزہ رکھتے اور فرماتے کہ یہ دو دن مشرکین کے لئے عید کے یعنی کھانے پینے کے ہیں اس لئے یہ مجھے پسند ہے کہ اس بارے ان کی مخالفت کروں وعن حفصۃ قالت اربع لم یکن یدعہن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صیام عاشوراء والعشر وثلاثۃ ایام من کل شہر ورکعتان قبل الفجر (رواہ النسائی) حضرت حفصہ رض عنہا فرماتی ہیں کہ چار ایسی چیزیں جنکو حضور علیہ السلام نے کبھی نہیں چھوڑا عاشورہ دسویں ہر ماہ سے تین دن کا روزہ اور صبح کی سنتیں۔ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم یوم الاثنین والخمیس وفی روایۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال فیہ ولدت وفیہ انزل علی (رواہ مسلم) ترجمہ حضرت ابی ہریرہ رض عنہا فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام سوموار اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھتے تھے بلکہ ایک روایت ہیں کہ آپ سے اس دن یعنی سوموار کے روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی گئی تو آپنے فرمایا کہ یہ میری ولادت اور قرآن کریم

کے نزول کا دن ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ سوموار کے دن کی فضیلت حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت اور نزول قرآن کی وجہ سے ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ایام مذکور کی تخصیص بالفضیلت بایں وجہ ہے کہ ان ایام میں ایسے واقعات رونما ہوئے جو دوسرے ایام میں نہیں اور جس مسئلہ میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں بھی یوم کی تخصیص فضیلت کے ساتھ اسی وجہ سے ہے وہ یہ کہ اللہ کے محبوب بندوں نے ان ایام میں دار فانی سے دار بقا کی طرف انتقال کیا ہے اور اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملانے کا ذریعہ اور واسطہ ہے ایسے دوست کے ساتھ کہ عمر بھر یہی آرزو اور تمنا کرتا رہا کہ وصل حاصل ہو اسی وجہ سے اس دن کے پروگرام کا نام عرس رکھا گیا مولانا روم فرماتے ہیں ؎

من شوم عریاں زتن او از خیال   تا خرامم در نہایاتِ الوصال

میں تن سے اور وہ خیال سے جب عاری ہو جائیں گے تو تب اور نبی کریم علیہ السلام کا بوقت وصال اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہنا اس مدعیٰ پر نص صریح ہے اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جس دن نعمت کا حصول ہو اس دن عبادت و خیرات کرنا سنت ہے نبی کریم علیہ السلام نے سوموار کے دن روزہ رکھ کر جو کہ ایک خالص عبادت ہے اس امر کو واضح فرمایا کہ نعمت کا دن خدا کے شکر کا دن ہے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سورہ بقرہ کے اختتام پر اونٹ ذبح کرنا اور دوستوں کے لئے کھانا تیار کرنا بھی اس بات کی بین دلیل ہے جیسا کہ میں پہلے جوابوں میں ذکر کر چکا ہوں اور مولف اربعین بھی اس کا معترف ہے اور مشائخ کے اقوال و افعال جو علم اور یقین کے جامع ہیں اور ان کا قدم حضور علیہ السلام کے قدم پر ہے جو کہ حضور علیہ السلام کی موافقت اور پسند میں ہے بلکہ یہ لوگ خلفائے راشدین میں داخل ہیں لِاَنَّ الْجَمْعَ الْمُحَلّٰی بِاللَّامِ فِیْ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ یُفِیْدُ الْاِسْتِغْرَاقَ

کَمَا تَقَرَّرَ فِیْ عِلْمِ اُصُوْلِ الْفِقْہِ

پس ان مشائخ کی سنت خلفائے راشدین کی سنت قرار پائی اور خلفائے راشدین کی سنت کا انکار حضور علیہ السلام جو سید الابرار اور قبلۃ الاخیار ہیں کے قول کا انکار ہے اور نبی کریم علیہ السلام کے حکم سے اعراض اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اس مدعیٰ پر نص قطعی ہے وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اس مدعا پر شاہد عدل ہے مقصد کی وضاحت یوں ہے کہ عرس میں مطلق دعوت دینا نبی کریم علیہ السلام کی سنت ہے اور دن کا تعین کر کے دعوت دینا خلفائے راشدین کی سنت ہے العاقل والمنصف یکفیہ الاشارہ والمتعصب لا یفیدہ التصریح وان یروکل ایۃ لایؤمنوا بہا حتی اذا جاءوک یجادلونک یقول الذین کفروا ان ھذا ترجمہ : عاقل اور منصف شخص کے لئے اشارہ ہی کافی ہے متعصب اور غالی کو تصریح بھی مفید نہیں اگرچہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تیرے پاس آئیں گے تو جھگڑنے لگیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ کہیں گے کہ نہیں ہیں یہ مگر پہلے لوگوں کے قصے... دوم نحو و مخالف شرع الخ پر عرس کا اطلاق سو اسکو عرس کہنا عوام کالانعام کا کام ہے اور اسی قسم کے عرس کو قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ناجائز کہا اس قسم کے عرس کو کوئی بھی جائز نہیں کہہ سکتا عرس بمعنی قسم اول کو قاضی صاحب نے بھی ناجائز نہیں کہا جیسا کہ مولف اربعین ان کی عبارت سے سمجھا ہے

(قولہ) مولف اربعین نے کہا کہ طعام تیار کر کے گھر گھر تقسیم کرنا جسکو بھاجی کہتے ہیں اسکا کوئی اعتبار نہیں اور اس سے ثواب کی امید رکھنا بھی غلط ہے۔

(اقول) میں کہتا ہوں کہ طعام تیار کر کے عزیز و اقارب اور دوستوں کے گھروں میں بھیجنا سنت ہے نبی کریم علیہ السلام کی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ فَيُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِمْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ متفق علیہ۔ مشکوٰۃ شریف

ترجمہ: حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جتنا رشک میں نے خدیجۃ الکبریٰ پر کیا حضور علیہ السلام کی بیویوں میں سے کسی پر بھی نہیں کیا نبی کریم علیہ السلام ان کے وصال کے بعد بھی اکثر ان کا ذکر کرتے اور بسا اوقات بکری ذبح کرکے اس کے گوشت کے ٹکڑے بنا کر حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے گھروں میں روانہ کرتے اور بسا اوقات میں حضور علیہ السلام سے عرض کرتی کہ آپ تو اس حد تک ذکر فرماتے ہیں گویا دنیا میں سوائے حضرت خدیجہ کے دوسری کوئی عورت ہے ہی نہیں چنانچہ اس حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ گوشت وغیرہ دوستوں رشتہ داروں کے گھروں میں بھیجنا نبی کریم علیہ السلام کی سنّت ہے اور سنت پر عمل کرنے میں ثواب اور اجر عظیم ہے سُنّت پر عمل کرنے میں ثواب کی امید نہ رکھنا اہل سنت کے مذہب کے بالکل خلاف ہے

عن بِلَالِ ابنِ الحَارِثِ المُزَنِی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ الخ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: بلال ابن الحارث المزنی کہتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم علیہ السلام نے جس شخص نے زندہ کیا میری ایک سنت کو جو میرے وصال کے بعد ختم ہو رہی تھی تو اس شخص کو تمام عمل کرنے والوں کے برابر اجر دیا جائیگا۔ بغیر اس کے کسی کا اجر کم کیا جائے۔

بر شکر غلطید اے صفرائیاں	از برائے کوری سودائیاں
شکر پر لوٹو اے صفراوالو	سودا والوں کے اندھاپن کی وجہ سے

(قولہ) مؤلف اربعین نے کہا کہ یہ جو بعض روایات میں آتا ہے کہ میت کا روح بعض راتوں میں مثلاً جمعہ جمعرات شب برات وغیرہ میں اپنے گھر آتا ہے اس قسم کی روایات معتبر کتابوں یعنی صحاح ستہ میں نہیں اور جب تک روایت صحیح مرفوع متصل الاسناد نہ ہو وہ درجہ اعتبار سے ساقط ہوتی ہے (گویم) میں کہتا ہوں کہ مولف اربعین کا قول دو وجہ سے کمزور ہے وجہ اول یہ ہے کہ صحیح احادیث کا حصر صحاح ستہ میں ہی نہیں بلکہ ان کے

علاوہ بھی کتب احادیث میں صحیح احادیث موجود ہیں اور تمام علماء نے ان کو قبول کیا
ہے صاحب مشکوٰۃ اور حصن حصین کے مصنف کے صحاح ستہ کے علاوہ دوسری
کتابوں میں بہت زیادہ روایات نقل کی ہیں کما لا یخفی علی المتتبع جیسا کہ غور
فکر کرنے والے پر یہ امر مخفی نہیں مسند امام اعظمؒ مسند امام شافعیؒ مسند امام احمدؒ موطا
امام محمدؒ اور ان کے آثار موطا امام مالکؒ بعض کے نزدیک ان کتب میں شمار نہیں
جنکو صحاح ستہ کہا جاتا ہے اور امام کا مقلد اپنے امام کے مسند کو ہی صحاح ستہ
سے اصح مانتا ہے وجہ دوم یہ ہے کہ حنفی مذہب والے کو حق نہیں کہ ایسا قول
نقل کرے جو اس کے امام کے مذہب کے خلاف ہو۔ مولف اربعین کا یہ قول کہ جب
تک روایت مرفوع متصل الاسناد نہ ہو تو درجہ اعتبار سے ساقط ہے امام اعظمؒ کے
مذہب کے بالکل خلاف ہے کیونکہ سنت کی تقلید میں امام صاحب سب سے سبقت
لے گئے ہیں۔ مگر باین ہمہ حدیث مرسل کو مسند کی طرح ہی قابل اتباع گردانتے ہیں
اور اپنی رائے پر حدیث مرسل کو مقدم رکھتے ہیں اور اسی طرح قول صحابی کو بھی کیونکہ
صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین حضور علیہ السلام کی صحبت کے شرف سے مشرف
ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مقدمہ مشکوٰۃ میں نقل کیا کہ حدیث مرسل امام اعظمؒ
اور امام مالکؒ کے نزدیک مطلقاً مقبول ہے کیونکہ ارسال بوجہ کمال ترقی واعتماد ہے
کیونکہ بحث ثقہ راوی ہی کی ہے ۔ اگر راوی کے نزدیک مروی عنہ ثقہ نہ ہوتے تو وہ کبھی
بھی ارسال نہ کرتا اور قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی نہ کہتا امام شافعیؒ کے
نزدیک بھی اگر حدیث مرسل کی تقویت اور تائید کسی دوسرے طریقہ سے ہو جائے تو
وہ مقبول ہے امام احمد سے دو قول منقول ہیں ایک قول یہ ہے کہ مقبول ہے دوسرا
قول یہ ہے کہ توقف ہے افسوس ہزار افسوس جب ایسے مقتداؤں پیشواؤں سے مذاہب
اربعہ کے خلاف کلام سرزد ہو تو ان کے ماننے والوں کا کیا حال ہوگا اور وہ بھی کیوں نہ مذہب

کے معاملہ میں آزاد اور بیباک ہو جائیں گے افسوس ایک بار نہیں صد بار افسوس۔

قولہ شیخ عبدالحق نے کمزور اور غرابت کے ساتھ اسکو بیان کیا ہے۔ گو یم میں کہتا ہوں کہ شیخ نے مشکوۃ کے ترجمہ میں یوں تحریر کیا ہے کہ "در بعض روایات آوردہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند از وے یا نہ" یعنی بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعہ کی رات کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے اہل خانہ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔ شیخ کی اس عبارت میں غرابت کا ذکر کہیں بھی نہیں۔

قال سنتیسویں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مولف اربعین نے کہا کہ قبر پختہ بنانا چبوترہ گنبد چار دیواری قبر کے پاس جائز نہیں۔

اقول میں کہتا ہوں کہ قبر کا اوپر کا حصہ پختہ بنانا بلا کراہت جائز ہے جیسا کہ در مختار اور اسکی شرح میں موجود ہے اما لو کان فوقہ من فوق فی اللبن فلا یکرہ فعلٰی ذلک اگر یہ پختہ کرنا قبر کے اوپر کے حصہ سے ہے تو یہ مکروہ نہیں اور گنبد تعمیر کرنے کے متعلق بھی صاحب در مختار نے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور طوالع الانوار شرح در مختار میں ہے اَیَّدَ قَوْلَهٗ اَیْضًا حَیْثُ قَالَ وَلَا یُرْفَعُ عَلَیْهِ بِنَاءٌ وَقِیْلَ لَا بَأْسَ بِهٖ اَیْ بِالتَّطْیِیْنِ وَالْبِنَاءِ اَمَّا الْاَوَّلُ فَلِمَا فِی الْخُلَاصَةِ وَلَا بَأْسَ بِالتَّطْیِیْنِ۔ وَاَمَّا الثَّانِیْ فَلِمَا نُقِلَ فِی الْاِمْدَادِ عَنِ الْفَتَاوٰی الْکُبْرٰی مَا نَصُّهٗ وَالْیَوْمَ اِعْتَادُوا التَّسْنِیْمَ بِاللَّبِنِ صِیَانَةً لِلْقَبْرِ عَنِ النَّبْشِ وَرَاَوْا ذٰلِكَ حَسَنًا وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ فَاِنْ خِیْفَ مَعَ التَّسْنِیْمِ وَمَسِّ الْمَاءِ عَلَیْهِ فَلَا بَأْسَ بِحَجَرٍ یُوْضَعُ اَوْ اٰجُرٍّ وَالْاٰجُرُّ لَا یَکْرَهُ عَلٰی مَا فِی الْخَانِیَّةِ وَعَلَیْهِ الْفَتْوٰی وَقَدْ اِعْتَادَ اَهْلُ مِصْرَ وَضْعَ الْاَحْجَارِ لِلْقُبُوْرِ حِفْظًا عَنِ الْاِنْدِرَاسِ

مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کے خلیفہ مولوی محمد علیمی صاحب الہ آبادی اپنی کتاب نور الصدور میں رقمطراز ہیں کہ روایت ہے ابو ہریرہؓ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے واسطے تحفہ بھیجو ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ہم کیا تحفہ بھیجیں آپ نے فرمایا مومنوں کی ارواح جمعہ کی رات کو آسمان سے دنیا کی طرف آتی ہیں اور اپنے مکان کے مقابل کھڑی ہو کر ہر ایک روح غمگین آواز سے پکارتی ہے الخ۔ (ملتقطاً مختصراً)

(نور الصدور ترجمہ شرح الصدور مطبوعہ کلام کمپنی کراچی صفحہ ۱۴۲)

والنقش وفي الظهيرية ولو وضع عليه شيئا من الاحجار او كتب عليه شيئا فلا بأس به عند البعض
وقد روي لما دفن عثمان ابن مظعون امر النبي صلى الله عليه وسلم رجلا ان يأتيه بحجر فلم
يستطع حملها فقام اليها عليه السلام فحسر عن ذراعيها ثم حملها فوضعها عند رأسه و
قال اعلم بها قبر اخي وادفن اليه من مات من اهلي رواه ابو داود وفي الحجة واذا خربت
القبور فلا بأس بتطيينها لما روي ان النبي صلى الله عليه مر بقبر ابنه ابراهيم فرأى فيه حجرا
سقط منه فسده وقال من عمل عملا فليتقنه وهو المختار كما في كراهة السراجية
وفي جنائزها ولا بأس بالكتابة ان احتيج اليها حتى لا يذهب الاثر
ولا يمتهن القبر انتهى ـ

اپنے اس قول کی تائید میں انہوں نے اس مقام پہ
جہاں لو یوضع علیہ بنا کہا بعض نے کہا قبر کو لیپ دینے اور بنا اس پر بنانے میں کوئی
حرج نہیں لیپ کے متعلق تو خلاصہ میں کہا لاباس کہ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن ثانی تو
امداد الفتاوی میں فتاوی کبریٰ سے نقل کیا کہ جیسا کہ عادت ہے کہ مسنم بناتے ہیں اور اس فعل
کو اچھا سمجھتے ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جسکو مومن اچھا سمجھیں اللہ تعالیٰ بھی اس
کو اچھا جانتا ہے ایسا کرنے میں قبر کے ٹوٹ پھوٹ جانے سے حفاظت متصور ہوتی ہے
اگر مسنم بنایا جائے اور پانی ڈالا جائے اور اینٹیں لگا دی جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں
اینٹ رکھنے ظاہر میں غلط نہیں غیاثیہ میں ہے کہ اس پر فتویٰ ہے کہ اہل مصر کی عادت
ہے کہ وہ قبروں پر پتھر لگاتے ہیں تاکہ نشان نہ مٹ جائیں گر نہ جائیں اور فتویٰ ظہیریہ
میں لکھا ہے کہ اگر قبر پہ پتھر رکھے جائیں یا کچھ لکھ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں
کیونکہ عثمان بن مظعون فوت ہوئے تو نبی کریم علیہ السلام نے ایک شخص سے کہا کہ پتھر اٹھا
لاؤ تو وہ شخص پتھر نہ اٹھا سکا نبی کریم علیہ السلام نے آستین چڑھائی اور خود پتھر اٹھایا
اور سر کے قریب رکھدیا فرمایا میں اسکو بطور نشانی رکھ رہا ہوں اور دفن کروں گا جو میری
اہل سے فوت ہوا اس کے پاس اور محجت میں ہے کہ جب قبریں خراب ہونے لگیں تو
لیپ دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کا گذر اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر سے ہوا

تو آپ نے پتھر گرا ہوا اس میں دیکھا تو آپ نے مضبوطی سے اسے لگایا اور فرمایا جو کام کرے مضبوطی سے کرے اور اگر کتابت کی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں تاکہ نشان نہ مٹ جائیں اور قبر کی توہین نہ ہو۔

اور اسی طرح چبوترہ اور چار دیواری قبر کی زینت کے لئے نہ ہو بلکہ نیک نیتی پر مبنی ہو مثلاً زائرین کے بیٹھنے کیلئے یعنی پردہ کے لئے دیوار تاکہ نماز کے لئے سترہ کا کام دے اور خشوع و خضوع پیدا ہو اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں جیسا کہ مشکوۃ کی شرح طیبی میں منقول ہے نیز میر جمال الدین کے حاشیہ میں بھی مرقوم ہے اَمَّا مَنِ اتَّخَذَ مَسْجِدًا فِیْ جِوَارِ صَالِحٍ اَوْ صَلّٰی فِیْ مَقْبَرَتِهٖ وَقَصَدَ بِهِ الْاِسْتِظْهَارَ بِرُوْحِهٖ اَوْ وُصُوْلَ اَثَرٍ مِّنْ اٰثَارِ عِبَادَتِهٖ اِلَیْهِ لَا لِلتَّعْظِیْمِ لَهٗ وَالتَّوَجُّهِ نَحْوَهٗ فَلَا حَرَجَ عَلَیْهِ اَلَا تَرٰی اَنَّ مَرْقَدَ اِسْمٰعِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ عِنْدَ الْحَطِیْمِ ثُمَّ اِنَّ ذٰلِكَ الْمَسْجِدَ اَفْضَلُ مَكَانٍ یَتَحَرّٰی الْمُصَلِّیْ بِصَلٰوتِهٖ وَالنَّهْیُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِی الْمَقَابِرِ مُخْتَصٌّ بِالْمَقَابِرِ الْمَنْبُوْشَةِ لِمَا فِیْهَا مِنَ النَّجَاسَةِ ..... انتہی ۔

ترجمہ :۔ جو شخص مسجد تعمیر کرے کسی بزرگ کے مزار پر انوار کے قریب یا نماز ادا کرے مرد صالح کے مقبرہ میں اور ارادہ کرے بزرگ کی روح سے مدد کا یا اپنی عبادت کے اثر کا جانب بزرگ اور مقصود تعظیم و توجہ جانب بزرگ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیا نہیں دیکھتا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قبر منور مسجد حرام میں حطیم کعبہ کے قریب ہے اور مسجد حرام افضل ترین مساجد میں سے ہے جسکا ارادہ نماز ادا نماز کے لئے کرے نہی قبرستان میں نماز پڑھنے سے اس قبرستان سے ممانعت جو غیر محفوظ قبریں گری پڑی کھلی ہوئی ہوں جہاں عموماً نجاست رہتی ہے۔

قولہ علیہ جنازے کے ساتھ اونچا پڑھنا مکروہ ہے گویم میں کہتا ہوں کہ اگرچہ بعض فقہا کے نزدیک مکروہ ہے مگر حدیث شریف سے ثابت ہے ۔ جامع صغیر میں حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اَكْثِرُوْا فِی الْجَنَازَةِ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پس بنا بر اختلاف اگر کوئی جنازے کے ساتھ ذکر بالجہر کرے تو اسکو منع نہیں کرنا چاہئے ۔ جیسا کہ صاحب طوالع الانوار نے شرح اذکار سے نقل

کیا ہے۔ وَنُقِلَ عَنِ السَّیِّدِ الطَّاہِرِ الْاَبْدَالِ اِنَّہٗ قَالَ السُّنَّۃُ وَاِنْ کَانَتْ ھٰھُنَا السُّکُوْتُ لٰکِنْ قَدِ اعْتَادَ النَّاسُ کَثْرَۃَ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَفْعَ اَصْوَاتِھِمْ وَھُمْ اِنْ مُنِعُوْا اَبَتْ نُفُوْسُھُمْ عَنِ السُّکُوْتِ وَالتَّفَکُّرِ فِیْ اَمْرِ الْمَوْتِ فَیَقَعُوْنَ فِیْ کَلَامٍ دُنْیَوِیٍّ کَذِبِھَا وَوَقَعُوْا فِیْ غِیْبَۃٍ وَاِنْکَارِ الْمُنْکَرِ اِذَا اَفْضٰی اِلٰی مَا ھُوَ اَعْظَمُ مُنْکَرًا کَانَ تَرْکُھَا اَحَبَّ اِبْقَاءً بِاَخَفِّ الْمَفْسَدَتَیْنِ کَمَا ھُوَ الْقَاعِدَۃُ فِی الشَّرْعِ عَلَیْہِ اِنْتَھٰی مُلَخَّصًا۔ ترجمہ، سید طاہر ابدال سے نقل ہے کہ سنت اگرچہ سکوت ہے مگر لوگوں کی عادت ہے کہ اس حال میں وہ نبی کریم علیہ السلام پر بکثرت سے درود شریف پڑھتے ہیں اور آوازیں بلند ہوتی ہیں اور اگر ان کو اس سے منع کیا جائے تو ان کے نفوس سکوت و خاموشی سے انکار کرتے ہیں اور تفکر فی الموات کی بجائے وہ دنیاوی کام میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے غیبت میں مشغول ہو جاتے ہیں اور جب منکر کا انکار اس حد تک بڑھ جائے کہ منکر سے بڑھ کر بڑے بڑے گناہ لازم آنے لگیں تو بہتر یہ ہے کہ اقل مفسد کو اختیار کرتے ہوئے پہلے منکر سے منع کیا جائے جیسا کہ شرعی قاعدہ بھی یہی ہے۔

قولہ مؤلف اربعین نے کہا کہ میت کو تلقین کرنے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں ظاہر روایت یہ ہے کہ تلقین نہیں کرنی چاہئیے **اقول** میں کہتا ہوں کہ صاحب درمختار نے جوہرہ منیرہ وغیرہ سے تلقین بعد از دفن جائز نقل کی ہے[۵] نزد اہل سنت قال دفی الجوہرۃ

---

۵ مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی نے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے تلقین کے جواز میں ایک حدیث نقل کی ہے اور بتایا ہے اگرچہ اس حدیث کی بعض محدثین کرام رح نے تضعیف کی ہے لیکن حافظ ابن حجر رح اس کی سند کو صالح کہتے ہیں الخ آگے ابن تیمیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں (اردو ترجمہ ملاحظہ ہو) اور قبر میں میت کی تلقین کے جواز کی اس کاروائی پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ قدیم سے اس وقت تک لوگوں کا عمل اس پر چلا آرہا ہے اور اگر مُردہ اس کو نہ سنتا ہو اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو تو یہ ایک بے فائدہ اور عبث کاروائی ہے اور امام احمدؒ سے اس بارے میں سوال ہوا تو انھوں نے اس کو مستحسن سمجھا اور اس پر انھوں نے دلیل یہ پیش کی کہ اس پر بدستور عمل چلا آرہا ہے الخ۔ (انتھی منہ) ۱۲

(سماع موتیٰ صفحہ ۲۳۲ و کتاب الروح اردو صفحہ ۳۳ مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

إنه مشروع عند أهل السنة ويكفي قوله يا فلان ابن فلان اذكر ما كنت عليه وقل رضيت
بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا۔ قيل يا رسول الله فإن لم يعرف
اسمه قال ينسب إلى حوا أي يعني فيقال يا ابن حوا ويا بنت حوا انتهى۔ وفي شرح الوجيز نقله
عن الشافعي إنه قال يستحب أن يلقن بعد الدفن فيقال يا عبد الله أو يا أمة الله اذكر
ما خرجت عليه من الدنيا من شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله و
أن الجنة حق وأن النار حق والبعث حق والساعة حق آتية لا ريب
فيها وأن يبعث من في القبور وإنك رضيت بالله ربا وبالإسلام دينا و
بمحمد صلى الله عليه وسلم رسولا ونبيا وبالقرآن إماما وبالكعبة
قبلة وبالمؤمنين إخوانا۔

کہا جوہرہ میں کہ بے شک یہ تلقین جائز ہے اہل سنت کے نزدیک
اور کافی ہے اتنی بات اے فلاں بیٹے فلاں کے یاد کر جس پر تو دنیا میں تھا اور کہہ کہ
راضی ہوں میں اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور نبی کریم کی
رسالت و نبوت پر کسی نے عرض کیا کہ اگر اس میت کا نام معلوم نہ ہو تو پھر کیا کہا
جائے آپ نے فرمایا کہ حضرت حوا کی طرف نسبت کر کے حوا کے بیٹے یا بیٹی کہہ کر
تلقین کی جائے اور شرح وجیز میں امام شافعی سے نقل کیا گیا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ تلقین دفن
کے بعد کی جائے اور کہا جائے اے اللہ کے بندے یا بندی یاد کر اسکو جس پر تو دنیا سے چلا
کلمہ شریف کی شہادت اور جنت و دوزخ بعثت قیامت سب حق ہیں اور قیامت آنے والی ہے
اسمیں شک نہیں جو قبروں میں ہیں اور سب کو زندہ کیا جائے گا۔ اور تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے رب
ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر حضور علیہ السلام کی رسالت و نبوت پر قرآن کے امام ہونے پر
کعبہ کے قبلہ ہونے پر اور مومنین کے بھائی چارے پر راضی رہا۔ وقد روى الطبراني عن
أبي أمامة رضي عن النبي صلى الله عليه وسلم إذا مات أحد من إخوانكم فسويتم
التراب على قبره فليقم أحدكم على رأس قبره ثم ليقل يا فلان ابن فلانة فإنه
يسمعه ولا يجيبه ثم يقول يا فلان ابن فلانة فإنه يستوي قاعدا ثم يقول
يا فلان ابن فلانة فإنه يقول أرشدنا يرحمك الله ولكن لا تشعرون فليقل
اذكر ما خرجت عليه من الدنيا شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ - وَاِنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا فَاِنَّ مُنْکَرًا وَّنَکِیْرًا یَاْخُذُ کُلٌّ مِّنْہُمَا بِیَدِ صَاحِبِہٖ وَ یَقُوْلُ اِنْطَلِقْ بِنَا مَا نَقْعُدُ عِنْدَ مَنْ لُقِّنَ حُجَّتَہٗ "فَیَکُوْنُ اللّٰہُ حَجِیْجَہٗ دُوْنَہُمَا فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنْ لَّمْ تُعْرَفْ اُمُّہٗ قَالَ فَیَنْسِبُہٗ اِلٰی حَوَّا یَا فُلَانَ ابْنَ حَوَّا - وَقَدْ ذَکَرَ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِیْ سُنَنِہٖ عَنْ اَبِیْ رَاشِدٍ وَّحَمْزَۃَ بْنِ حَبِیْبٍ وَّحَکِیْمِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالُوْا اِذَا سُوِّیَ عَلٰی مَیِّتٍ قَبْرُہٗ وَانْصَرَفَ النَّاسُ عَنْہُ کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّقَالَ لِلْمَیِّتِ عِنْدَ قَبْرِہٖ یَا فُلَانُ قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ یَا فُلَانُ قُلْ رَبِّیَ اللّٰہُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ اِنْتَہٰی -

• اسکا مطلب تقریباً وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے - مشکوۃ شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنا میں نے سرور دو عالم علیہ السلام سے آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ جب فوت ہو جائے تم میں سے کوئی پس نہ روک رکھو اسکو گھر میں جلدی لے جاؤ اسکو واسطے دفن کرنے کے اور میت کے دفن کے بعد اس کے سرہانے سورۃ بقرہ مفلحون تک اور پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر سورۃ بقرہ کا آخر آمن الرسول سے لیکر اختتام تک پڑھنا چاہیے نیز سورۃ فاتحہ معوذتین سورۃ اخلاص پڑھ کر تمام قبرستان والوں کو ایصال

کرنا چاہیے۔

قولہ مولف اربعین نے کہا کہ خوف کے وقت نماز پڑھنا کتب واحادیث کی معتبر کتابوں میں میری نظر سے نہیں گذرا لیکن بعض وظائف اور صوفیائے کرام کے رسائل میں لکھا ہوا ہے ہے دلیل کے لئے حدیث شریف یا فقہ کی روایت کافی ہے مشائخ صوفیا کے افعال پر فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔

اقول میں کہتا ہوں کہ وجہ معلوم نہیں کہ مولف اربعین مشائخ صوفیا جو صورت اور سیرت میں خیر البشر علیہ السلام کے متبع ہیں کے افعال کی اتباع کے کیوں منکر ہیں اور اس کے افعال و اقوال پر فتویٰ کیوں جاری نہیں کرتے حالانکہ یہ مشائخ صوفیہ سنت کی اتباع میں علمائے عاملین سے چند قدم آگے ہیں اور اپنے ظاہر و باطن کو نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق ڈھالے ہوتے ہیں وراثت کاملہ اور نیابت تامہ اسکو حاصل ہے۔

ھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی اَنِیْسُھُمْ وَلَا یَخِیْبُ مَسِیْسُھُمْ ھُمْ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ کَلَامُھُمْ دَوَاءٌ وَنَظَرُھُمْ شِفَاءٌ وَصُحْبَتُھُمْ جِلَاءٌ وَدَوْلَتُھُمْ بَھَاءٌ (خلاصہ مشائخ ایک ایسا گروہ ہے کہ ان کا ہم جلیس و ہم نشیں بد بخت نہیں رہتا ان سے چھو جانے والا بے مراد نہیں لوٹتا جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آتا ہے ان کا کلام علاج ان کی نظر شفا ان کی صحبت ایمان کی جلا ان کی محبت ایمان کی بہار ہے ؎

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دیں ۔۔۔ سخرہ کند بر دہم طعنہ زند بر چلہ

اے اللہ تو نے اپنے ان دوستوں کو کیسی عظمت اور شان عطا فرمائی ہے جس کسی نے بھی ان کو شناخت کر لیا تجھے پا لیا۔ اور وہ تجھے نہ پا سکا جب تک کہ ان کو نہ پالیا یعنی تیرا پانا اور ان کی شناخت آپس میں لازم و ملزوم ہیں کیونکہ تو نے خود ان کی شان میں فرمایا ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اور اس فضیلت سے موصوف ہیں کہ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ یعنی جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں اور کُنْتُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ الخ حدیث مَنْ عَادٰی وَلِیًّا (؟) مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ اور قرآن کی یہ آیت شریفہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ

وَجْهَهٗ اس گروہ کی شان کافی ووافی ہے اور وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَاءٌ الخ انکی ثنار اور تعریف کامل بیں ہے اس کے علاوہ مسئلہ مذکورہ فضائل اعمال سے ہے جسکا مدار دوسرے کو نفع رسانی پر ہے جس میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں اور کسی قسم کا اختلاف از قبیل حلال وحرام نہیں جو کہ سبب توقف بنے بلکہ لازم ہے کہ بمقتضیٰ وَنظر وَانْظُرُ اِلٰی مَاقَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ متاع نیک ہر دکان کے باشد بلا قائل جواز کا فتویٰ دینا چاہیئے تاکہ ثواب عظیم کا حصول ہو لے اللہ ہمیں اپنے دوستوں اور دوستوں کے دوستوں سے بنا اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ فِیْ حُبِّہِمْ وَ اَمِتْنِیْ عَلَیْہَا. وَاحْشُرْنِیْ مَعَھُمْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

مسکین حسن ہمی گوید اے رقت عشاق تو خوش

گرمن ز ایشان نیستم در کار ایشاں کن مرا

مولف اربعین نے انتالیسواں ۳۹ مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ زیارت قبور مردوں کے لئے بشرط سنت کے مطابق ہو جائز ہے اور عورتوں کے لئے زیارت قبور جائز نہیں۔

اقول میں کہتا ہوں کہ زیارت قبور کا مردوں عورتوں دونوں کے لئے جائز ہونا فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کیونکہ آپ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور اہل قبور پر آپ نے سلام پیش فرمایا اور ان کیلئے بخشش کی دعا کی دوسری وجہ یہ ہے کہ زیارت قبور سے موت یاد آتی ہے آخرت کا تذکرہ ہوتا ہے رقت قلب پیدا ہوتی ہے سب سے بڑا فائدہ یہ ہے قبرستان کے مردوں کے لئے دعاء مغفرت کی جاتی ہے اور بخشش کی التجا ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ زَارَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّہٖ فَبَکٰی وَاَبْکٰی مَنْ حَوْلَہٗ فَقَالَ اِسْتَاْذَنْتُ رَبِّیْ فِیْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَھَا فَلَمْ یُؤْذَنْ لِیْ فَاسْتَاْذَنْتُہٗ فِیْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَھَا فَاَذِنَ لِیْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّھَا تُذَکِّرُ الْمَوْتَ ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور آپ اتنی کثرت سے روئے کہ اردگرد کے لوگ بھی رونے لگے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ کی مغفرت کی اجازت مانگی تو

اجازت نہ ملی[1] پھر میں نے قبر کی زیارت کی اجازت چاہی تو مل گئی تم بھی قبروں کی زیارت
لیا کرو کیونکہ اس سے موت یاد آتی ہے عورتوں کے لئے بھی زیارت قبور سنت ہے
اسکی دلیل دوسری حدیث ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی
گئی ہے۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَيْفَ أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُوْلِي السَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ (رواہ مسلم)
ام المومنین کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت زیارت
قبور میں کیا کہوں کیا پڑھوں کیسے پڑھوں تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ سلام ہو خانہ
مومنین و مسلمین پر اللہ پہلے جانے والوں اور بعد آنے والوں پر رحمت کرے اور ہم
بھی انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں یہ حدیث بصراحت اس امر پر دال ہے
کہ عورتوں کے لئے زیارت قبور بالکل جائز ہے اور وہ احادیث جن سے عورتوں کے لئے
زیارت قبور کی ممانعت معلوم ہوتی ہے تو وہ جملہ روایات اس حدیث سے منسوخ ہیں
كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ أَلَا فَزُوْرُوْهَا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب اجازت
ہے زیارت کیا کرو جیسا کہ در مختار میں ہے:۔ وَلَا بَأْسَ بِزِيَارَةِ الْقُبُوْرِ وَلَوْ لِلنِّسَاءِ لِحَدِيْثِ

[1] اجازت نہ ملنے کی وجہ یہ نہ تھی کہ معاذ اللہ آپ کافرہ تھیں استغفر اللہ بلکہ یہ اشارہ آپ کے گناہوں سے
پاک ہونے کی طرف۔ کیونکہ غیر نبی و غیر رسول کے حق لفظ استغفار گناہ کا وہم پیدا کرتا ہے اس لئے استغفار سے منع
کیا گیا اور زیارت کی اجازت دیدی گئی (فوائد نظمی) دوسرا یہ روایت سنن ابن ماجہ میں مسند امام احمد بن حنبل سنن نسائی مستدرک حاکم
سنن بیہقی میں ہے ان سب میں یزید بن کیسان راوی ہے جو محدثین کے نزدیک متکلم فیہ ہے دیکھئے تہذیب التہذیب۔ میزان الاعتدال
اور خلاصہ وغیرہ تفصیل کے لئے پڑھیئے رسالک الحنفا امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی۔ لہٰذا اس روایت سے زیارت قبور کا استدلال
تو کیا جا سکتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کے مشرک اور جہنمی (معاذ اللہ) ہونے کے عقیدے کا استدلال سراسر باطل ہے۔
خلاصہ ماخوذ سیرت المصطفیٰ) مصنفہ ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد صـ ۱۱۰ ۔ (افضل چشتی)

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْهَا. يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَيَقْرَءُ يٰسٓ ـ وَفِي الْحَدِيْثِ مَنْ قَرَءَ الْاِخْلَاصَ اِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ ـ وَفِي الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَالْاَصَحُّ اَنَّ الرُّخْصَةَ ثَابِتَةٌ لَهُمَا اَيْ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ ـ يَعْنِيْ بِلَا فَرْقٍ بَيْنَ الْعَجَائِزِ وَالشَّوَابِّ وَفِي الْمُجْتَبٰى ـ يُنْدَبُ الزِّيَارَةُ. قَالَ الطِّيْبِيُّ فِيْ شَرْحِ الْمِشْكٰوةِ وَمُلَّا عَلِيٍّ قَارِيْ فِيْ شَرْحِ الْحِصْنِ الْحَصِيْنِ ـ وَاعْلَمْ اَنَّ زِيَارَةَ الْمَيِّتِ كَزِيَارَتِهٖ فِيْ حَالِ حَيٰوتِهٖ يَتَقَبَّلُهٗ بِوَجْهِهٖ فَاِنْ كَانَ فِي الْحَيٰوةِ اِذَا زَارَهٗ يَجْلِسُ مِنْهُ عَلَى الْبُعْدِ لِكَوْنِهٖ عَظِيْمَ الْقَدْرِ فَكَذٰلِكَ فِيْ زِيَارَتِهٖ يَقِفُ اَوْ يَجْلِسُ عَلَى الْبُعْدِ مِنْهُ وَاِنْ كَانَ يَجْلِسُ مِنْهُ عَلَى الْقُرْبِ فِيْ حَيٰوتِهٖ كَذَا اِنْ يَجْلِسَ بِقُرْبِهٖ فِيْ زِيَارَتِهٖ ـ انتهى ـ وَاَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا لَا يَبَرُّ اَفْضَلُ مِنْ بِرِّ اَهْلِ الْقُبُوْرِ وَلَا يَصِلُ اَهْلَ الْقُبُوْرِ اِلَّا مُحِقٌّ مِنْ فَاَخْرَجَ اَبُو الشَّيْخِ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُوْرُ قَبْرَ حَمِيْمِهٖ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَيَقْعُدُ عِنْدَهٗ اِلَّا رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَاَنِسَ بِهٖ حَتّٰى يَقُوْمَ مِنْ عِنْدِهٖ وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ رَجُلٍ كَانَ يَعْرِفُهٗ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا عَرَفَهٗ وَرَدَّ عَلَيْهِ. قَالَ فِيْ طَوَالِعِ الْاَنْوَارِ قَالُوْا وَلَا شَيْءَ اَنْفَعُ لِلْقُلُوْبِ الْقَاسِيَةِ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ الْمَصْحُوْبَةِ بِالتَّفَكُّرِ وَالْاِعْتِبَارِ بِمَنْ سَلَفَ مِنَ الْاَهْلِ وَالْاَقْرَانِ وَلِذٰلِكَ يُسْتَحَبُّ الْاِكْثَارُ مِنْ زِيَارَتِهَا كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ اُولِي التَّحْقِيْقِ ـ قَالَ السَّيِّدُ اَحْمَدُ وَرُوِيَ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا قَرَءَ الْمُؤْمِنُ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لِاَهْلِ الْقُبُوْرِ اَدْخَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كُلِّ قَبْرٍ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ نُوْرًا وَوَسَّعَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَضَاجِعَهُمْ وَاَعْطَى اللّٰهُ لِلْقَارِيْ ثَوَابَ سِتِّيْنَ نَبِيًّا وَرَفَعَ لَهٗ بِكُلِّ مَيِّتٍ دَرَجَةً وَكَتَبَ لَهٗ بِكُلِّ مَيِّتٍ دَرَجَةً وَكَتَبَ لَهٗ بِكُلِّ مَيِّتٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ ذَكَرَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِيْ تَذْكِرَتِهٖ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُوْلَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذٰلِكَ اِلَيْهِمْ ـ فَقَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ يَصِلُ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ اِذَا اُهْدِيَ اِلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ حَفْصٍ الْعُكْبَرِيُّ ـ فَلِلْاِنْسَانِ اَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَيْرِهٖ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ صَلٰوةً كَانَتْ اَوْ صَوْمًا اَوْ حَجًّا اَوْ صَدَقَةً اَوْ قِرَاءَةً لِلْقُرْاٰنِ اَوِ الْاَذْكَارِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ وَيَصِلُ اِلَى الْمَيِّتِ وَيَنْفَعُهٗ قَالَهُ الزَّيْلَعِيُّ فِيْ بَابِ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ ـ انتهى۔

(خلاصہ کلام) زیارت قبور میں کوئی حرج نہیں اگرچہ زیارت عورتیں ہی کیوں نہ ہوں کیوں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب اجازت

ہے زیارت قبور کیا کرو زائر بوقت زیارت اسلام علیکم دار مومنین و مسلمین کہے اور سورۃ یٰسین پڑھے حدیث میں مروی ہے کہ جس شخص نے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کو بخشا تو اللہ تعالیٰ اس قاری کو بھی قبرستان کے مدفونوں کے برابر ثواب عطا فرمائیگا اور بحر الرائق میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ زیارت قبور کی اجازت مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہے بلا تفریق بوڑھی اور جوان عورت کے المجتبیٰ میں ہے کہ زیارت قبور مستحب ہے طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں اور ملا علی قاری شرح حصن حصین میں لکھا کہ میت کی زیارت ایسی ہی ہے جیسا کہ حیاۃ میں زیارت چہرہ کے ساتھ اسکی طرف متوجہ ہو اور اگر زندگی میں اس کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے اس سے دور بیٹھتا تھا تو وفات کے بعد بھی دور بیٹھے اور اگر زندگی میں قریب بیٹھتا تھا تو وفات کے بعد بھی قریب بیٹھے اور ربیعی نے مرفوعاً حضرت جابر سے روایت کیا کہ کوئی نیکی اس نیکی کے برابر نہیں ہو سکتی جو اہل قبور کے ساتھ کی جائے اور اہل قبور سے وہی شخص تعلق رکھے گا جو اہل ایمان ہوگا ابو الشیخ اور دیلمی نے مرفوعاً حضرت ابی ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص بھی عزیز رشتہ داروں کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور سلام دیتا ہے اور قبر کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ قبر والا سلام کا جواب دیتا ہے اور خوش ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ زائر وہاں سے چلا آتا ہے ابن عساکر نے ابی ہریرہ رضی اللہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص ایسی قبر سے گذرتا ہے کہ دنیا میں وہ اس کو جانتا تھا۔ تو جب یہ سلام دیتا ہے تو قبر والا اس کو جان جاتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور طوالع الانوار میں لکھا ہے کہ سخت اور کھوٹے دلوں کا علاج قبور کی زیارت ہے دوستوں کے قبروں کی زیارت سب سے زیادہ نفع بخش ہے ان کی موت میں تفکر غور کرنا ہم عمر لوگوں کا چلا جانا یہی وجہ ہے کہ اہل تحقیق کے نزدیک ان لوگوں کی قبروں کی زیارت مستحب ہے جیسا کہ اس پر اہل تحقیق نے نص کی ہے سید احمد نے کہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب مومن آیۃ الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کو

ہبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قبر میں مشرق و مغرب کی جانب سے نور داخل فرمادیتا اور انکی قبروں کو کشادہ فرمادیتا ہے اور پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ساٹھ انبیاء کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور ہر میت کے بدلے اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اسکو قرطبی نے اپنے تذکرہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے مردوں کی جانب سے روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں صدقہ دیتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں کیا ان کا ثواب ان تک پہنچتا ہے آپ نے فرمایا ہاں پہنچتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی آدمی اسوقت خوش ہوتا ہے جب اسے طبق ہدیہ دیا جائے (احمد سعید ج)
پس انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب نماز ہو یا حج یا روزہ ہو یا صدقہ قرأت قرآن ہو یا اذکار و وظائف مردوں کو ایصال کرے اور یہی عقیدہ ہے اہل سنت وجماعت کا امام زیلعی نے اسکو باب الحج لیفرہ میں بیان کیا۔

قال چالیسواں مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مولف اربعین نے کہا کہ استعانت اور امداد از اہل قبور کو کسی طرح بھی جائز نہیں۔

اقول میں کہتا ہوں کہ مولف اربعین ہر مسئلہ میں اکابرین اور خود اپنے اساتذہ کے خلاف قول کرنے کے عادی ہیں اور اس مسئلہ میں اختلاف کر کے دوسرے متبعین منکرین سے بھی آگے نکل گئے یہاں تک لکھدیا کہ دوسرے انبیاء کی خود نبی کریم علیہ السلام کے مرقد مبارک سے بھی استمداد کرنا جائز کہا ہے۔ بہت بڑی بات ہے جوان کے منہ سے نکلتی ہے حالانکہ انبیاء کرام علیہ السلام کی حیاۃ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں یہی وجہ ہے کہ مجیب نے بھی ایک مجبور اور مضطر انسان کی طرح اس کا اعتراف کیا ہے مگر اپنے عقیدہ کے تحفظ کیلئے حیات برزخی اور دنیاوی میں کوئی فرق نہیں کیا اور ایک کا حکم دوسرے پر جاری نہیں کیا حالانکہ مؤلف اربعین کے اساتذہ کی عبارات جواز استمداد و استعانت میں ان

کی کتب میں اکثر مقامات پر موجود ہیں غور و خوض سے اور کان لگا کر ان کو سننا چاہیے
چنانچہ مولوی عبد العزیز جو کہ جد امجد اور استاد الاستاد ہیں مولف اربعین کے وہ اپنی
تفسیر فتح العزیز میں ارقام فرماتے ہیں کہ درانیجا باید فہمید کہ اس مقام پر سمجھنا چاہیے
کہ استمداد غیر اللہ سے اس طرح کے اس کو مستقل جانے اور اللہ تعالیٰ کے عون کا مظہر
نہ سمجھے حرام ہے اور اگر اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب ہے اور اس غیر کو اللہ تعالیٰ کے
عون کا مظہر سمجھتا ہے اور عالم اسباب میں محض بطور سبب غیر سے استعانت کرتا ہے تو
ایسی استعانت عرفان سے بعید نہیں بلکہ شرع میں بھی جائز ہے اور انبیاء اولیانے اس قسم
کی استعانت غیر سے کی ہے دراصل اس قسم کی استعانت غیر اللہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے
ہے اور عبس تولی کی تفسیر میں لکھا کہ آگ سے جلانا دراصل روح کو بے مکان بنانا ہے اور
دفن کرنا دراصل روح کے لئے مکان مہیا کرنا ہے اس کی بنا اس بات پر ہے کہ مدفون اولیائے
عظام اور صلحائے مومنین سے استفادہ و انتفاع جاری رہتا ہے اور ان کو بھی استفادہ و
اعانت جاری رہتی ہے بخلاف ان مردوں کے جن کو جلا دیا جائے ان چیزوں کو ان کے
مذہب والوں سے کوئی نسبت نہیں (انتہیٰ) شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح مشکوۃ
میں تحریر فرماتے ہیں کہ استمداد ان اہل قبور سے جو انبیاء علیہ السلام کے علاوہ ہیں اس کا
بہت سے فقہاء نے انکار کیا ہے ایک خیال یہ ہے کہ ان کی قبور کی زیارت کا جواز فقط
اس لئے ہے کہ ان کے لئے دعائے استغفار کی جائے اور ان کو نفع رسانی کے لئے تلاوت
قرآن کی جائے اور مشائخ صوفیا اور بعض فقہا نے استمداد غیر انبیاء علیہ السلام سے
جواز کو ثابت کیا ہے اور یہ امر اہل کشف و کمال کے نزدیک ثابت و محقق ہے یہاں تک
کہ بہت سے حضرات کو ان کے ارواح سے فیوض و برکات حاصل ہوتی ہیں اور اس گروہ
کو صوفیاء کی اصطلاح میں اویسی کہتے ہیں امام شافعیؒ نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظمؒ رضا کی قبر
منور تریاق مجرب ہے اجابت دعا کے لئے اور حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے فرمایا کہ جس سے

حیاۃ ظاہری میں استمداد کی جا سکتی ہے تو بعد از وفات بھی اس سے استمداد کی جا سکتی ہے مشائخ عظام میں سے ایک سے یہ روایت بھی منقول ہے کہ میں نے چار ایسے کامل اشخاص دیکھے ہیں کہ جو اپنی قبور میں تصرف کرتے ہیں ویسا ہی تصرف جیسا کہ وہ حیات ظاہری میں کرتے تھے بلکہ قبر کا تصرف اس سے بھی زیادہ اور قوی ہے (۱) شیخ معروف کرخی اور (۲) شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو شخص اور ہیں اس بیان سے ایسے حضرات کا حصر چار میں مقصود نہیں بلکہ جن کا انہوں نے خود مشاہدہ کیا بیان کر دیا اور سیدی احمد بن زروق جو بہت بڑے فقہا اور علمائے دیار مغرب سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن ابو العباس حضرمی نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا امداد زندہ کی اقویٰ ہے یا کہ میت کی میں نے جواب دیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ امداد زندہ کی اقویٰ ہے مگر میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد اقویٰ ہے شیخ نے کہا کہ تیرا جواب درست ہے کیونکہ وہ اللہ کے حضور اور اسکی بارگاہ میں حاضر ہیں اور اس مضمون کی روایات مشائخ عظام سے اس کثرت سے منقول ہیں کہ حساب شمار نہیں اور کتاب و سنت میں کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جو ان کے خیال کو رد کرے اور ان کے اقوال کے منافی ہو لیکن تحقیق سے یہ امر ثابت ہے کہ روح باقی ہے اور اس کے لئے علم شعور بھی زائرین کے متعلق ثابت ہے اور کاملین کی ارواح کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک خاص مقام و مرتبہ ثابت ہے جیسا کہ ظاہری حیات میں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور اولیاء کرام کو جہاں میں کرامات و تصرفات حاصل ہیں اور یہ تمام چیزیں روح کے لئے ہیں اور روح باقی ہے متصرف حقیقی اور مستعان حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے باقی جو کچھ ہوتا ہے اسی کی قدرت سے ہوتا ہے اور یہ حضرات اپنے آپ کو جلال حق میں فنا کر دیتے ہیں حیاۃ ظاہری ہو یا حیاۃ بعد از ممات پس اگر کسی ایک کو کوئی چیز ان کے توسل سے دی جائے تو یہ بعید نہیں ہے جیسا کہ حالت حیاۃ ظاہری میں تھا فعل اور تصرف دونوں حالتوں میں نہ ہوں تو شرح میں اس پر دلیل قائم نہیں اور مولوی عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کی کتاب ذو اللبیب شیخ

محقق کی شرح مشکوٰہ سے نقل کیا :-

اَمَّا الْاِسْتِمْدَادُ بِاَهْلِ الْقُبُوْرِ فِیْ غَیْرِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ الْاَنْبِیَاءِ فَقَدْ اَنْكَرَهٗ كَثِیْرٌ
مِنَ الْفُقَهَاءِ وَقَالُوْا لَیْسَ الزِّیَارَةُ اِلَّا الدُّعَاءُ لِلْمَوْتٰی وَ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ وَ اَثْبَتَهٗ مَشَائِخُ
الصُّوْفِیَّةِ قَدَّسَ اللّٰهُ اَسْرَارَهُمْ وَبَعْضُ الْفُقَهَاءِ وَذٰلِكَ اَمْرٌ مُقَرَّرٌ عِنْدَ اَهْلِ الْكَشْفِ وَ
الْكَمَالِ مِنْهُمْ لَا شَكَّ فِیْ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ حَتّٰی اِنَّ كَثِیْرًا مِنْهُمْ حَصَلَ لَهُمُ الْفُیُوْضُ
مِنَ الْاَرْوَاحِ وَتُسَمّٰی هٰذِهِ الطَّائِفَةُ اُوَیْسِیَّةً فِیْ اِصْطِلَاحِهِمْ - وبعد ازاں در ردِ منکرین
ذکر کردہ / وَمَا اَدْرِیْ مَا الْمُرَادُ بِالْاِسْتِمْدَادِ وَ الْاِمْدَادِ الَّذِیْ یَنْفِیْهِ الْمُنْكِرُ وَ الَّذِیْ نَفْهَمُهٗ
اَنَّ الدَّاعِیَ الْمُحْتَاجَ الْفَقِیْرَ اِلَی اللّٰهِ یَدْعُو اللّٰهَ وَیَطْلُبُ حَاجَتَهٗ مِنْ فَضْلِهٖ تَعَالٰی وَیَتَوَسَّلُ
بِرُوْحَانِیَّةِ هٰذَا الْعَبْدِ الْمُقَرَّبِ الْمُكَرَّمِ عِنْدَهٗ تَعَالٰی وَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بِبَرَكَةِ هٰذَا الْعَبْدِ الَّذِیْ
رَحِمْتَهٗ وَ اَكْرَمْتَهٗ وَبِمَا لَكَ بِهٖ مِنَ اللُّطْفِ وَ الْكَرَمِ اِقْضِ حَاجَتِیْ وَ اَعْطِ سُؤَالِیْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْمُعْطِی الْكَرِیْمُ - اَوْ یُنَادِیْ هٰذَا الْعَبْدَ الْمُكَرَّمَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی
وَیَقُوْلُ یَا عَبْدَ اللّٰهِ وَیَا وَلِیَّهٗ اِشْفَعْ لِیْ وَادْعُ رَبَّكَ وَسَلْ اَنْ یُعْطِیَنِیْ سُؤَالِیْ
وَیُعْطِیَنِیْ حَاجَتِیْ - فَالْمُعْطِیْ وَ الْمَسْئُوْلُ عَنْهُ وَ الْمَامُوْرُ بِهٖ هُوَ الرَّبُّ تَعَالٰی وَ
تَقَدَّسَ وَمَا الْعَبْدُ فِی الْبَیْنِ اِلَّا وَسِیْلَةٌ وَلَیْسَ الْقَادِرُ وَ الْفَاعِلُ وَ الْمُتَصَرِّفُ فِی الْوُجُوْدِ
اِلَّا هُوَ وَ اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ هُمُ الْفَانُوْنَ الْهَالِكُوْنَ فِیْ فِعْلِهٖ تَعَالٰی وَ قُدْرَتِهٖ وَسَطْوَتِهٖ
لَا فِعْلَ لَهُمْ وَلَا قُدْرَةَ وَ لَا تَصَرُّفَ لَا الْاٰنَ وَلَا حِیْنَ كَانُوْا اَحْیَاءً فِیْ
دَارِ الدُّنْیَا فَاِنَّ صِفَتَهُمُ الْفَنَاءُ وَ الْاِسْتِهْلَاكُ لَیْسَ اِلَّا وَلَوْ كَانَ هٰذَا شِرْكًا
وَ تَوَجُّهًا اِلٰی غَیْرِ اللّٰهِ كَمَا زَعَمَهُ الْمُنْكِرُ فَیَنْبَغِیْ اَنْ یُمْنَعَ اَلْتَّوَسُّلُ
وَطَلَبُ الدُّعَاءِ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَ اَوْلِیَائِهٖ فِیْ حَالَةِ الْحَیٰوةِ اَیْضًا وَلَیْسَ
ذٰلِكَ مَا یُمْنَعُ وَ اِنَّهٗ مُسْتَحَبٌّ مُسْتَحْسَنٌ شَائِعٌ فِی الدِّیْنِ وَ لَوْ زَعَمَ
اَنَّهُمْ عُزِلُوْا مِنَ الْحَالَةِ وَ الْكَرَامَةِ الَّتِیْ كَانَتْ لَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ
فَمَا الدَّلِیْلُ عَلَیْهِ اَوْ شُغِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ بِمَا عَرَضَ لَهُمْ مِنَ الْاٰفَاتِ
بَعْدَ الْمَمَاتِ فَلَیْسَ كُلِّیًّا وَلَا دَلِیْلَ عَلٰی دَوَامِهٖ وَ اسْتِمْرَارِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ
غَایَتُهٗ اَنَّهٗ لَمْ یَكُنْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ كُلِّیَّةً وَ فَائِدَةُ الْاِسْتِمْدَادِ

عَامَّةً بَلْ يُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ بَعْضُ مِنْهُمْ مُنْجَذِبًا اِلىٰ عَالَمِ الْقُدُسِ وَ مُسْتَهْلِكًا فِي حَضْرَةِ الْاِلٰهِ بِحَيْثُ لَا يَكُوْنُ لَهٗ شُعُوْرٌ وَّ تَوَجُّهٌ اِلىٰ عَالَمِ الدُّنْيَا وَ تَصَرُّفٌ وَ تَدْبِيْرٌ فِيْهِ كَمَا يُوْجَدُ مِنْ اِخْتِلَافٍ مِّنْ اَحْوَالِ الْمَجْذُوْبِيْنَ وَلِلْمُتَمَكِّنِيْنَ مِنَ الْمَشَائِخِ فِي الدُّنْيَا وَ اِنْ نَفِيَ ذٰلِكَ مُطْلَقًا وَ اُنْكِرَ اِنْكَارًا كُلِّيًا فَكَلَّا وَ لَا دَلِيْلَ عَلىٰ ذٰلِكَ اَصْلًا بَلِ الدَّلَائِلُ قَائِمَةٌ عَلىٰ خِلَافِهٖ - نَعَمْ اِنْ كَانَ الزَّائِرُوْنَ يَعْتَقِدُوْنَ اَنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ مُتَصَرِّفِيْنَ مُسْتَبِدِّيْنَ قَادِرِيْنَ مِنْ غَيْرِ تَوَجُّهٍ اِلىٰ حَضْرَةِ الْحَقِّ وَ الْاِلْتِجَاءِ اِلَيْهَا كَمَا يَعْتَقِدُهُ الْعَوَامُ الْجَاهِلُوْنَ الْغَافِلُوْنَ وَ كَمَا يَفْعَلُوْنَ غَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ السُّجُوْدِ وَ الصَّلٰوةِ اِلَيْهِمْ مِمَّا وَقَعَ مِنْهُ النَّهْيُ وَ التَّحْذِيْرُ فَذَالِكَ مِمَّا يَمْنَعُ وَ يَحْذَرُ وَ فِعْلُ الْعَوَامِ لَا يُعْتَبَرُ قَطٌّ وَ هُوَ خَارِجٌ عَنِ الْمَبْحَثِ وَ حَاشَا مِنَ الْعَالِمِ بِالشَّرِيْعَةِ وَ الْعَارِفِ بِاَحْكَامِ الدِّيْنِ اَنْ يَعْتَقِدَ ذٰلِكَ وَ يَفْعَلَ هٰذَا وَ الْمَرْوِيُّ فِي الزِّيَارَةِ السَّلَامُ عَلَى الْمَوْتىٰ وَ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ وَ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ وَلَيْسَ فِيْهَا النَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِمْدَادِ فَيَكُوْنُ فِي الزِّيَارَةِ اَلْاِسْتِمْدَادُ مَعًا عَلىٰ تَفَاوُتِ حَالَةِ الزَّائِرِ وَ الْمَزُوْرِ ثُمَّ اِعْلَمْ اَنَّ الْخِلَافَ اِنَّمَا هُوَ فِي غَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ فَاِنَّهُمْ اَحْيَاءٌ حَقِيْقَةٌ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَاوِيَّةِ بِالْاِتِّفَاقِ صَلَوٰةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَ اِنَّمَا اَطْنَبْنَا الْكَلَامَ فِي هٰذَا الْمَقَامِ رَغْمًا لِاَنْفِ الْمُنْكِرِيْنَ فَاِنَّهٗ قَدْ حَدَثَ فِي زَمَانِنَا شِرْذِمَةٌ يُنْكِرُوْنَ الْاِسْتِمْدَادَ وَ الْاِسْتِعَانَةَ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ الَّذِيْنَ نُقِلُوْا مِنْ هٰذِهِ الدَّارِ الْفَانِيَةِ اِلَى الدَّارِ الْبَاقِيَةِ الَّذِيْنَ هُمْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔

اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه واهد الصراط المستقيم

(انتہٰی) ... ... عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ زائر بوقت زیارت قبر پہ
یہ کہے کہ اے اللہ اس بندے کی برکت سے کہ جس پر تو نے رحم کیا اور عزت بخشی اور اس
لطف و کرم کی برکت سے تیرا اس کے ساتھ ہے میری حاجت پوری فرما اور جو میں طلب
کرتا ہوں عطا فرما کیونکہ تو سخی عطا کرنے والا ہے یا زائر اس ولی کو خطاب کرکے یوں
کہے کہ اے اللہ کے بندے اور اللہ کے ولی میری سفارش کر اور میرے لئے اپنے رب
سے مانگ اور سوال کر کہ اے اللہ تعالیٰ میری حاجت کو پورا فرما ۔ پس دینے والا
اور سوال کیا ہوا اور مامور اللہ ہی کی ذات ٹھہری بندہ درمیان میں فقط وسیلہ اور ذریعہ
بنا اور نہیں قادر اور متصرف اور فاعل مگر اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور اولیا اپنے آپ
کو اللہ تعالیٰ کے افعال میں فنا ہلاک کرنے والے ہیں اسکی قدرت اور سطوت میں
اپنے آپ کو ختم کرنے والے ہیں حقیقتاً اولیا کے لئے قدرت و تصرف اور افعال نہ
حیاۃ ظاہری میں تھے اور نہ اب ہیں کیونکہ ان کی شان فنا اور استہلاک ہے پس صرف
یہی اگر یہ بھی شرک ہو تو توجہ الی غیر اللہ قرار پائے یعنی وسیلہ و ذریعہ ہونا جیسا
کہ منکرین کا گمان ہے تو پھر چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوسل اور اولیا سے دعا تک
کو بھی ناجائز قرار دے دیا جائے حالانکہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے بندوں اور اولیا
عظام سے طلب دعا سے بھی منع کر دیا جائے کیونکہ یہ ایک امر مستحب مستحسن اور شائع
فی الدین ہے اور اگر یہ گمان کیا جائے کہ یہ حضرات کوچ کر گئے اور اس حالت و کرامت
سے نکل چکے ہیں جو ان کو حیاۃ دنیا میں حاصل تھی اور اس چیز کو عدم استمداد کی دلیل
بنایا جائے یا کہ اس وجہ سے اب صاحب کرامت و استمداد نہیں رہے کہ ممات کے
بعد آفات کا محل بنے ہیں تو یہ امر کلی نہیں ہے اور اس حالت کے دوام و استمرار پر کوئی
کوئی دلیل بھی قائم نہیں کہ یہ حالت تا قیامت قائم و ثابت ہے ہاں زیادہ سے زیادہ

یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسئلہ کلی نہیں اور استمداد کے قاعدے میں عموم نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ بعض اولیاء کرام عالم قدس کی جانب مائل ہوں اور اپنے آپ کو خدا کی بارگاہ میں اس طرح فنا کر دیا ہو کہ ان کو دنیا وما فیہا کا شعور اور اس کی جانب توجہ تک نہ ہو اور کسی قسم کا تصرف اور تدبیر بھی نہ ہو جیسا کہ مجذوبین کے حالات اور ان مشائخ کے احوال جو دنیا میں موجود ہیں پتہ چلتا ہے اور اگر کلیۃً استمداد و دعا کی نفی اور انکار کیا جائے تو ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس مدعی پر کسی قسم کی دلیل قائم کی جاسکتی ہے بلکہ اس کے خلاف پر دلائل قائم و ثابت ہیں ہاں اگر زائرین قبور اس بات کا اعتقاد رکھیں کہ قبور حقیقتاً متصرف اور ہمیشہ کے لئے قادر ہیں بلا توجہ و اذن من اللہ کے تو جیسا کہ جاہل و غافل عوام اعتقاد رکھتے ہیں اور سجدہ اور نماز اس کی جانب ادا کرتے ہیں جس سے کہ شرح نے منع کیا ہے اور روکا ہے تو اس فعل سے منع کرنا چاہیئے اور روکنا چاہیئے اور عوام کے فعل کا مطلقاً اعتبار نہیں عوام خارج من البحث ہیں اور عالم بالشریعۃ سے اور عارف باحکام الدین سے ایسا اعتقاد اور افعال سوچے بھی نہیں جاسکتے زیارت قبور سلام علی المیت دعا بخشش اور قرأت قرآن مروی ہے اور ان میں سے ایک شئے بھی ممنوع شرعی نہیں اور استمداد کی بھی مذکور نہیں لہٰذا زیارت استمداد امداد تینوں ہوں گی علی اختلاف حال زائر والمزار۔ پھر جان لو کہ اختلاف غیر انبیاء علیہم السلام میں ہے کیونکہ یہ حضرات تو حیاۃ حقیقی سے موصوف ہیں اور حقیقۃً حیاۃ دنیاوی حاصل ہے بالاتفاق اور بیشک ہم نے اس مقام میں کلام بہت طویل کر دیا ہے صرف منکر کی کٹی ناک کو خاک آلود کرنے کے لئے کیونکہ ہمارے زمانے میں ایک گروہ پیدا ہوا ہے جو ان اولیاء کرام جو اس دار فانی سے انتقال کر گئے دار بقا کی جانب چلے گئے ہیں ان سے استمداد و استغاثت کا انکار کرتا ہے وہ اولیاء کرام اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں نیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں تحریر فرمایا کہ ابن شیبہ نے سند صحیح کے

ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا تو ایک شخص حضور علیہ السلام کے روضہ مبارک کے قریب آیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا اے آقا آپ اپنی امت کے لئے بارش طلب فرمادیں کیونکہ امت ہلاک ہو رہی ہے حضور علیہ السلام نے جواب میں اس شخص سے کہا کہ جاؤ اور فاروق اعظم کو خوش خبری دو کہ بارش ابھی ہونے والی ہے اور ابن جوزی نے روایت کی کہ ایک دفعہ اہل مدینہ سخت قحط کا شکار ہوئے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر قحط کی شکایت کی آپ نے فرمایا روضہ اطہر پر حاضر ہو کر چھت میں ایک ایسا سوراخ کردو کہ جس سے آسمان اور روضہ اطہر کے درمیان کوئی حجاب باقی نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا فوراً بارش شروع ہو گئی ۔ ۱

• میں کہتا ہوں کہ استمداد و استعانت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانہ سے جاری و ثابت ہے بلکہ ام المومنین جو کہ خود مجتہدہ ہیں انہوں نے خود استعانت کا حکم فرمایا اور نبی کریم علیہ السلام نے استمداد چاہنے والے کو خوشخبری کی تلقین فرمائی کہ ابھی ہونے والی ہے معلوم ہوا کہ استمداد و استعانت کا انکار حقیقۃً سنت صحابہ کا انکار ہے دفافہم) بلکہ نبی کریم علیہ السلام نے خود اشارہ فرمایا جیسا کہ حصن حصین میں مذکور ہے وَاِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْا يَا عِبَادَ اللهِ يَرْحَمُكُمُ اللهُ مو مص. وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِيْ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ ــــــ ترجمہ جب سواری گم ہو جائے تو کہے میرے مدد کرنے والے اللہ کے بندو اللہ تم پر رحم فرمائے اور اگر مدد کی ضرورت ہو تو تین مرتبہ يَا عِبَادَ اللهِ اَعِيْنُوْنِيْ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہے اور یہ نسخہ مجرب ہے یہ حدیث پاک اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے جواز استعانت میں صریح ہے اور یہ ظاہر ہے اس بات میں کہ اولیاء اللہ کو لفظ یا کے ساتھ پکارا جا سکتا ہے اور یہ دلیل

ہے ہماری جانب سے فرقہ محدثہ (دیوبندی) کے خلاف جو منع کرتے ہیں یہاں تک کہ یا رسول اللہ کہنا بھی جائز نہیں سمجھتے شاید کہ منکرین نے یہ حدیث پڑھی ہی نہیں یا پڑھی ضرور ہوگی مگر اس پر عمل نہیں کیا اور ایک حدیث ترمذی ابن ماجہ نسائی شریف میں ندا یا اسم شریف کے متعلق مروی ہے ؏ مَنْ کَانَتْ لَہٗ ضَرُوْرَۃٌ فَلْیَتَوَضَّأْ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَہٗ وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ یَدْعُوْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِیَقْضِیْ لِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ ؏ جس شخص کو ضرورت و حاجت پیش آئے تو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے دو رکعت نماز پڑھ کر مذکورہ بالا دعا کرے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی الرحمت کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ذریعہ اور وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں مجھے یہ حاجت ہے تاکہ پوری کی جائے اے اللہ نبی کریم علیہ السلام کی سفارش میرے حق میں قبول فرمالے اور ان کو میرے لیے شفیع بنا۔ دلیل سوم ہر خاص و عام اہل اسلام سے عین نماز میں جو کہ اہم عبادت ہے اور مومن کی معراج ہے یہ ورد کرتا ہے ایسے وقت میں جو خاص اللہ تعالے کی بارگاہ میں حضوری کا وقت ہے ندا اور خطاب کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور اس خطاب کی وجہ یہ ہے تاکہ نبی کریم علیہ السلام کی ذات شریفہ ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کے لیے قرۃ العین آنکھوں کی ٹھنڈک تمام احوال اور اوقات میں رہے اور خصوصاً حالت عبادت میں اور پھر بالکل... اختتام عبادت پر تاکہ معلوم ہو جائے کہ وجود نورانیت وانکشاف اس مقام پر بہت قوی ہے و زیادہ ہے جیسا کہ شیخ محقق نے شرح مشکوۃ میں بیان کیا اور اس مقام سے ایک اور مسئلہ بھی نکالا ہے صوفیائے کرام نے اسکا نام رابطہ شیخ رکھا ہے یعنی کامل و مکمل کی صورت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا تاکہ تصور شیخ کی وجہ سے وسواس

شیطانی اور خیالات باطل سے بالکل پاک رہے اور پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اپنے آپ اور دیگر ماسوا اللہ سے بھی علیحدہ رہے جیسا کہ کمزور بینائی والا شخص عینک کا محتاج ہوتا ہے اور بغیر عینک اس کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اس طرح سالک مرید جب وقت باطن کا اکتساب شروع کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق حاصل ہو جائے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ انتہائی لطافت میں ہے اور سالک انتہائی کثافت میں لہٰذا ایسا برزخ چاہیئے جو ذوجہتین ہو یعنی جس کا تعلق دونوں سے ہو کیونکہ ذوجہتین کے بغیر اللہ تعالیٰ سے کسب فیض مشکل ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ میں وسیلہ سے مراد شیخ کامل واکمل ہے کیونکہ شیخ کامل نبی کریم علیہ السلام کا نائب اتم ہے اور نائب کو بسبب وراثت و تبعیت کے منیب کے تمام کمالات سے حصہ میسر ہوتا ہے لامحالا نائب اپنی اصل اور غیب کے احکام سے موصوف ہوگا اس مقصد پر مزید بحث کرتے ہوئے ایک سند استمداد واستعانت کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں طوالع الانوار میں نبی کریم علیہ السلام کی زیارت کے متعلق منقول ہے کہ وَلْیُفْرِغْ قَلْبَهٗ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ مِّنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَمَا لَا تَعَلُّقَ لَهٗ بِالزِّیَارَةِ حَتّٰی یَطَّلِعَ قَلْبُهٗ لِلْاِسْتِمْدَادِ مِنْهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِنَّ الْقَلْبَ مَشْغُوْلٌ بِقَاذُوْرَاتِ الدُّنْیَا مِنَ الشَّهَوَاتِ وَالْاِرَادَاتِ مَحْرُوْمٌ مِّنْ حُصُوْلِ الْمَدَدِ النَّبَوِیِّ بَلْ رُبَّمَا یُوْجِبُ الْمَقْتَ وَلْیُلَاحِظْ مَعَ ذٰلِكَ الْاِسْتِمْدَادِ مِنْ سَعَةِ عَفْوِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَعَطْفِهٖ وَلْیَسْتَحْضِرْ حَیَاتَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ قَبْرِهٖ وَاِنَّهٗ یَعْلَمُ زَائِرَهٗ عَلٰی اِخْتِلَافِ دَرَجَاتِهِمْ وَاَحْوَالِهِمْ وَقُلُوْبِهِمْ وَاِنَّهٗ یَمُدُّ كُلًّا مِّنْهُمْ بِمَا یُنَاسِبُ مَا هُوَ عَلَیْهِ وَاِنَّهٗ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ یُعْطِیْ مَنْ یَّشَاءُ وَیَمْنَعُ مَنْ یَّشَاءُ فُوِّضَتْ اِلَیْهِ خَزَائِنُ كَرَمِهٖ وَلَا یَصِلُ اِلَی اللّٰهِ اَحَدٌ اِلَّا مِنْ طَرِیْقِهٖ۔ وَرَوٰی اَبُوْ حَنِیْفَةَ فِیْ مُسْنَدِهٖ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تَاْتِیَ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ

طوالع الانوار میں نبی کریم کی زیارت کے آداب یوں بیان کیے ہیں۔

اپنے دل کو ہر چیز سے خالی کر لے دنیاوی امور میں سے ہر اس چیز سے قطع تعلق کر لے جس کا زیارۃ سے واسطہ و تعلق نہیں تاکہ اس کا دل حضور علیہ السلام سے امداد حاصل کرنے کیلئے پوری طرح تیار ہو پس ایسا دل جو دنیا کے خس و خاشاک شہوت اور دنیاوی مرادوں میں مشغول ہو وہ مدد حاصل کرنے سے یکسر محروم ہوتا ہے مدد نبوی کا حصول اس کے لئے نہیں ہو سکتا بلکہ بسا اوقات مذکورہ بالا اسباب محرومی کو لازمی بنا دیتے ہیں حضور قلب کے ساتھ ساتھ اس چیز کا بھی لحاظ رکھے کہ نبی کریم علیہ السلام کی عفو و مہربانی بے پایاں ہے نیز آپکو اپنی قبر میں حیاۃ یعنی حیاۃ النبی کا عقیدہ بھی رکھتا ہو نیز یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ نبی کریم علیہ السلام ہر زائر کو اس کے درجہ اور مرتبہ کے مطابق جانتے ہیں۔ بلکہ احوال اور دل کی کیفیات بھی جانتے ہیں اور پھر یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ آپ ہر ایک کی امداد جو اس کے مناسب حال ہے فرما سکتے ہیں اور یہ عقیدہ بھی رکھتا ہو کہ نبی کریم علیہ السلام اللہ کے خلیفہ اعظم ہیں جسکو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں روک لیتے ہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم کے خزانے حضور علیہ السلام کے سپرد کر دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ تک کوئی بھی بغیر آپ کے طریقے اور ذریعے کے نہیں پہنچ سکتا اور امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنے مسند میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سنت یہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے روضہ کا حاضری کے وقت متوجہ الی المزار ہو قبلہ کی طرف پیٹھ اور قبر انور کی جانب چہرہ اس کے بعد یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور بیشک علماء کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ آپ اپنی قبر منور میں حیاۃ ہیں اور زائر کو جانتے ہیں کہا شیخ ابن حجر ہیتمی نے زائر کا بوقت زیارت کھڑا رہنا بیٹھنے سے افضل ہے کیونکہ منقول اسی طرح ہے اور ادب بھی اسی میں ہے اور کرمانی شارح بخاری نے کہا کہ

وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ إِلَى الْقِبْلَةِ وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ يَقُوْلُ السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ وَقَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ
عَلَى إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيٌّ فِي قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ يَعْلَمُ بِزَائِرِهِ قَالَ الشَّيْخُ
ابْنُ حَجَرِ الْهَيْتَمِيُّ وَوُقُوْفُهُ فِي حَالِ الزِّيَارَةِ أَفْضَلُ مِنْ جُلُوْسِهِ إِذْ
هُوَ الْمَأْثُوْرُ وَهُوَ الْأَدَبُ۔ وَقَالَ الْكِرْمَانِيُّ وَيَضَعُ يَمِيْنَهُ عَلَى شِمَالِهِ كَمَا
فِي الصَّلٰوةِ وَجَزَمَ أَصْحَابُنَا اسْتِحْبَابَ وُقُوْفِ الزَّائِرِ عَلَى نَحْوِ أَرْبَعَةِ
أَذْرُعٍ مِنَ السَّارِيَةِ الَّتِي عِنْدَ رَأْسِهِ الشَّرِيْفِ لَا يَقْرُبُ أَدْنَى مِنْ ذٰلِكَ
فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ شِعَارِ آدَابِ الْأَبْرَارِ۔ قَالَ الشَّيْخُ عَلِيُّ الْقَارِي وَمَالَ إِلَيْهِ النَّوَوِيُّ
ثُمَّ يَطْلُبُ الشَّفَاعَةَ فِي الدُّنْيَا بِتَوْفِيْقِ الطَّاعَةِ وَفِي الْآخِرَةِ بِغُفْرَانِ الْمَعْصِيَةِ
فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَزُوْرُ صَاحِبَيْهِ
الْمُكَرَّمَيْنِ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِمَا كَمَا حَرَّرَ وَيَقُوْلُ وَنَحْنُ نَتَوَسَّلُ بِكُمَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا إِلَى رَبِّنَا وَأَنْ يَتَقَبَّلَ سَعْيَنَا وَأَنْ يُحْيِيَنَا عَلَى
مِلَّتِهِ وَيُمِيْتَنَا عَلَيْهَا وَيَحْشُرَنَا فِي زُمْرَتِهِ بِرَحْمَتِهِ وَكَرَمِهِ إِنَّهُ كَرِيْمٌ
رَحِيْمٌ آمِيْن۔ وَيَقُوْلُ (شعر)

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرَابِ أَعْظُمُهُ
وَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ بِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اور صاحب قصیدہ بردہ نے کہا:

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مَنْ أَلُوْذُ بِهِ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے جیسا کہ حالت نماز میں ہاتھ باندھتا ہے بوقت زیارت یہی کیفیت ہونی چاہیئے اور ہمارے اصحاب نے اس اسطوانہ سے چار گز دور کھڑا ہونے کو مستحب کہا جس کے قریب آپکا سر اقدس ہے اور اس سے زیادہ قریب نہ ہو کیونکہ ابرار کے شعار کے آداب کے خلاف ہے ملا علی قاری نے کہا اور امام نووی کا بھی یہی خیال ہے پھر شفاعت طلب کرے دنیا میں اطاعت کی توفیق سے اور آخرت میں گناہوں کی بخشش سے تو تین مرتبہ یہ الفاظ کہے یا رسول اللہ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ پھر شیخین کہ یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور ان دونوں پر سلام کہے جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا ہے اور پھر کہیں کہ ہم وسیلہ پکڑتے ہیں تم دونوں کا طرف رسول کریم علیہ السلام کے تاکہ آپ ہماری ہمارے رب کے ہاں شفاعت فرمادیں یہ کہ اللہ تعالیٰ ہماری سعی کو قبول کرے آپ کی ملت پہ زندہ رکھے اور اسی پہ موت دے اور ہمارا حشر آپ کے گروہ میں فرمائے اپنی رحمت اور کرم سے بیشک وہ کریم رحیم ہے آمین۔

اے بہتر ان لوگوں سے کہ دفن کیا گیا ان کو قبروں میں اور خوشبودار ہو گئے ان کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے اس قبر پر میری جان قربان جس میں آپ ساکن ہیں، اس میں بزرگی سخاوت اور کرم ہے

اے تمام مخلوق سے زیادہ سخی کس سے میں مدد چاہوں تیرے بغیر جبکہ عام حوادثات کا نزول ہو۔

قولہ مولف اربعین نے کہا کہ اسی طرح قبر کے گرد طواف کرنا جائز نہیں۔

گویم میں کہتا ہوں کہ ملا علی القاری کی عبارت سے ممانعت معلوم ہوتی ہے مگر مطالب المومنین میں اس کا جواز نقل کیا گیا ہے۔ حَیْثُ قَالَ وَ اِنْ کَانَ قَبْرُ عَبْدٍ صَالِحٍ وَ یُمْکِنُ اَنْ یَطُوْفَ حَوْلَہٗ طَافَ ثَلٰثًا اَوْ سَبْعًا

ترجمہ اگر قبر بندہ صالح کی ہے اور اس کے گرد چکر لگانے بھی ممکن ہیں تو تین یا سات چکر لگائے نیز مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نفحات الانس میں ابوالخیر سے جواز کی روایت نقل کی ہے (واللہ اعلم) نوٹ جمہور کے مذہب کی اتباع کرتے ہوئے طواف نہیں کرنا چاہئے۔

قولہ مؤلف اربعین نے کہا کہ قبر کو بوسہ دینا جائز نہیں۔

اقول میں کہتا ہوں کہ مطالب المومنین میں مرقوم ہے کہ والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ یَضَعُ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلَی الْقَبْرِ۔

ترجمہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنا داہنا ہاتھ قبر پر حصول تسکین کے لئے رکھتے تھے اور وَوَرَدَ فِیْ سَنَدٍ جَیِّدٍ اَنَّ بِلَالًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمَّا زَارَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ مِنَ الشَّامِ لِلْمَنَامِ السَّابِقِ ذِکْرُہٗ جَعَلَ یَبْکِیْ وَ یُمَرِّغُ وَجْھَہٗ عَلَی الْقَبْرِ۔ وَجَاءَ عَنْ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قُبِرَ اَخَذَتْ فَاطِمَۃُ اِبْنَتُہٗ قَبْضَۃً مِّنْ تُرَابِ قَبْرِہٖ وَجَعَلَتْہُ عَلٰی عَیْنَیْھَا وَبَکَتْ وَاَنْشَدَتْ ؎

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدٍ
اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

صُبَّتْ عَلَىَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا ۔ صُبَّتْ عَلَى الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

وَقَالَ الْخَطِیْبُ بَعْدَ مَا ذُکِرَ عَنْ بِلَالٍ وَابْنِ عُمَرَ لَا شَکَّ اَنَّ الْاِسْتِغْرَاقَ فِی الْمَحَبَّۃِ یَحْمِلُ عَلَی الْاِذْنِ فِیْ ذٰلِکَ وَالْمَقْصُوْدُ مِنْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ الْاِحْتِرَامُ وَالتَّعْظِیْمُ وَالنَّاسُ یَخْتَلِفُ مَرَاتِبُھُمْ فِیْ ذٰلِکَ کَمَا کَانَتْ یَخْتَلِفُ فِیْ حَیَاتِہٖ فَاُنَاسٌ حِیْنَ یَرَوْنَ لَا یَمْلِکُوْنَ اَنْفُسَھُمْ بَلْ یُبَادِرُوْنَ

...... سند جید میں مروی ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی تو پہلے واقعات اور یادیں تازہ ہونے کی وجہ سے رونے لگے اور اپنے چہرے کو مزار مقدس سے ملنا شروع کر دیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام کو قبر انور میں داخل کیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک مٹھی مٹی لی اور اپنی آنکھوں پر رکھی اور رونا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ یہ اشعار پڑھے کیا حرج ہے اس شخص کے لئے کہ جس نے حضور علیہ السلام کے مزار کی مٹی سونگی ہو کہ مدت دراز تک وہ قیمتی خوشبو نہ سونگے مجھ پر مصائب ڈال دیئے گئے اگر یہ مصائب دنوں پر آجاتے تو وہ رات میں تبدیل ہو جاتے اور کہا خطیب نے بعد اس کے کہ ذکر کیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے شک اس بات میں کہ محبت میں استغراق اس کے جواز و اذن پر ابھارتا ہے اور مقصود اس سے احترام اور تعظیم ہے اور لوگوں کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں اس معاملہ میں جیسا کہ زندگی میں مختلف ہوتے ہیں پس بعض لوگ وہ ہیں جب دیکھتے ہیں مزار مقدم تو اپنے آپ پر قبضہ برقرار نہیں رکھ سکتے

قولہ مؤلف اربعین نے کہا کہ قبر پر غلاف ڈالنا جائز نہیں جیسا کہ نصاب الاحتساب میں لکھا ہے۔ تَسْجِیَۃُ الْقَبْرِ غَیْرُ مَشْرُوْعٍ اَصْلًا فِیْ حَقِّ الرِّجَالِ مردوں کے لئے ان کی قبر کو ڈھانپنا بالکل جائز نہیں۔

گویم میں کہتا ہوں کہ دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ دلیل میں جس تسجیح کا ذکر اور ممانعت ہے وہ بوقت دفن ہے اس مسئلہ کو تمام فقہائے کرام نے ذکر کیا ہے

جس کا مطلب فقط اتنا ہے کہ بوقت دفن عورت کی قبر پہ پردہ کیا جائے مگر مرد کی قبر پہ نہ کیا جائے اس مسئلہ کو اولیاء کے مزار پہ غلاف ڈالنے کی ممانعت سے دُور کا تعلق بھی نہیں طوالع الانوار اور اس کے متن در مختار میں لکھا ہے کہ (وَيُسَجّٰى) اَیْ يُغَطّٰى (قَبْرُهَا) اَیْ عَلٰی سَبِيْلِ الْوُجُوْبِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الزَّيْلَعِيُّ فِیْ كِتَابِ الْخُنْثٰى (وَلَوْ خُنْثٰى) لِاَنَّهَا تُعَامَلُ بِالْاَحْوَطِ وَاِنَّمَا يُسَجّٰى قَبْرُ الْمَرْاَةِ لِاَنَّ بَدَنَهَا عَوْرَةٌ فَلَا يُؤْمَنُ اَنْ يَنْكَشِفَ شَيْءٌ حَالَ الْاِنْزَالِ فِی الْقَبْرِ وَلِاَنَّهَا تُغَطّٰى بِالنَّعْشِ لِهٰذِهِ الْعِلَّةِ وَقَدْ صَحَّ اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا سُجِّیَ عَلٰی قَبْرِهَا بِثَوْبٍ وَنُعِشَ عَلٰی جَنَازَتِهَا وَلَمْ يَكُنِ النَّعْشُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِیْ جَنَازَةِ اَحَدٍ حَتّٰى مَاتَتْ فَاطِمَةُ رضی اللّٰہ عَنْهَا فَاَوْصَتْ اَنْ تُسْتَرَ جَنَازَتُهَا فَاتَّخَذُوْا لَهَا نَعْشًا مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ فَبَقِیَ ذٰلِكَ سُنَّةً فِیْ حَقِّ النِّسَاءِ فَيُسَجّٰى قَبْرُهَا اِلٰی اَنْ يُسَوّٰى عَلَيْهَا اللَّحْدُ وَلَا يُسَجّٰى قَبْرُهُ لِاَنَّ عَلِيًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَضَرَ جَنَازَةَ زَيْدِ بْنِ الْمُكَفَّفِ تُسَجّٰى قَبْرُهُ بِثَوْبٍ فَاَخَذَهُ وَاَلْقَاهُ وَقَالَ اِنَّهُ لَيْسَ بِامْرَاَةٍ - قَالَ فِی السِّرَاجِ وَاخْتَلَفَتِ الْعِبَارَةُ فِیْ هٰذَا فَذُكِرَ فِیْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ اَنَّهُ يُكْرَهُ لِاَنَّ عَلِيًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْكَرَهُ وَفِیْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ اَنَّهُ لَا يُكْرَهُ وَهٰذَا يَقْتَضِیْ جَوَازَهُ لِاَنَّهُ يَفْعَلُ سَتْرَ الْمَيِّتِ وَذٰلِكَ غَيْرُ مَمْنُوْعٍ مِنْهُ اِلَّا اَنَّهُ لَيْسَ بِسُنَّةٍ اھ طحطاوی ترجمہ عورت کی قبر کو پردے کے ساتھ ڈھانپ دیا جائے اور ایسا کرنا واجب ہے جیسا کہ تصریح کی زیلعی نے کتاب الخنثیٰ میں اور کہا اگرچہ خنثیٰ کیوں نہ ہو کیونکہ عمل بالاحوط ہے اور کسی کی قبر پہ پردہ کیوں کیا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تمام بدن عورت ہے ممکن ہے کہ اگر پردہ نہ کیا جائے تو بوقت انزال فی القبر جسم کا کوئی حصہ ننگا ظاہر ہو جائے یہی وجہ ہے کہ جنازے کی چارپائی پر نعش یعنی ڈولی بناتے ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے

متعلق ثابت ہے کہ آپ کی قبر پر پردہ کیا گیا کپڑے کے ساتھ اور ڈولی بھی بنائی گئی اور یہ نعش یعنی ڈولی بنانا اس سے پہلے نہیں تھا آپ نے بوقت وصال وصیت کی تھی کہ پردہ کیا جائے تو نعش بنائی گئی کھجور کی ٹہنیوں سے نعش تیار کی گئی تو اس دن سے ایسا کرنا عورت کے حق میں سنت ٹھہرا پس عورت کی قبر پر پردہ کیا یہاں تک کہ لحد کو برابر کر دیا جائے اور مرد کی قبر پر پردہ نہ کیا جائے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زید بن المکفف کے جنازے میں شریک ہوئے تو ان کی قبر پر پردہ کیا گیا آپ نے کپڑا پھینکدیا اور کہا یہ کوئی عورت تو نہیں سراج میں کہا کہ اس مسئلہ میں عبارات مختلف ہیں بعض مقام میں مکروہ کہا کیونکہ حضرت علیؓ نے منع فرمایا ہے بعض نے لاباس کہا یعنی مکروہ نہیں اس سے جواز معلوم ہوتا ہے کیونکہ میت کے ستر کے لئے ایسا کیا جاتا ہے اور یہ منع نہیں مگر سنت بھی نہیں۔

قولہ مولف اربعین نے کہا اسی طرح قبر پر پھول یا پھولوں کی چادر ڈالنا بھی جائز نہیں۔

گویم میں کہتا ہوں کہ قبر پر پھول ڈالنا سنن میں سے ہے جیسا کہ صاحب طوالع الانوار نے لکھا ہے۔ وَضْعُ جَرِيْدَةٍ خَضْرَاءَ عَلَى الْقَبْرِ لِلْاِتِّبَاعِ وَسَنَدُهُ صَحِيْحٌ وَلِاَنَّهُ يُخَفِّفُ عَنْهُ الْعَذَابُ بِبَرَكَةِ تَسْبِيْحِهَا اَكْمَلُ مِنْ تَسْبِيْحِ الْيَابِسَةِ لِمَا فِيْ ذَالِكَ مِنْ نَوْعِ حَيَاةٍ وَقِيْسَ بِهَا مَا اعْتِيْدَ مِنْ طَرْحِ الرَّيْحَانِ وَنَحْوِهٖ

صاحب طوالع الانوار نے کہا کہ سبز شاخ کا قبر پر رکھنا نبی کریم علیہ السلام کی اتباع میں ہے اور اس کی سند صحیح ہے دوسری وجہ سبز شاخ رکھنے کی یہ ہے کہ اس کی تسبیح کی برکت سے صاحب قبر کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور اس سبز شاخ کی تسبیح بہ نسبت خشک تنکے کے اکمل ہے کیونکہ اس میں ایک گونہ حیات ہے جو خشک تنکے میں نہیں اور اسی پھول وغیرہ کے ڈالنے کے جواز کو قیاس کیا گیا ہے۔

پھول جنازے پر چادر وغیرہ اسی پر قیاس ہیں نیز جس چیز سے زندہ خوش ہوتا ہے وہ چیز میت کی خوشی کا باعث بھی بنتی ہے کیا ہی کسی نے اچھا کہا ہے

بر سر خاک ما بیا نغمۂ عشق را سرا — کز جذبات شوق تو نعرہ ز خاک بر زنم

ترجمہ ۔ میری قبر پر عشق کا نغمہ آکر سنا تاکہ تیرے جذبات کے شوق سے میں قبر سے نعرہ لگاؤں ۔

بعد از ہزار سال گر بر لحدم گذر کنی — مشک حد غبار من روح شود ہمہ تنم

ترجمہ ۔ اگر ہزار سال کے بعد بھی تو میری قبر سے گذرے تو میری خاک کستوری اور پورا جسم روح بن جائے گا ۔

آں شمع راگذر بہ غبارم فتادہ است — پروانہ چوں سمن بہ مزارم فتادہ است

ترجمہ ۔ وہ شمع میری قبر سے گذری پروانہ کلی کی طرح میرے مزار پہ گرا ۔

چمن نمود بہ نقش قدم غبار مرا — گرفتہ است بہ گل شوخ مزار مرا

ترجمہ ۔ اپنے نقش قدم سے میرے غبار کو باغ بنایا ۔ سرخ پھولوں نے میرے مزار پر گھیرا ڈالا ہوا ہے ۔

بار وے پُر عرق سبر خاک ما بیا — اے ابر نو بہار بریں کربلا بہ بیا

ترجمہ ۔ پسینہ سے تر انور چہرے کے ساتھ میری قبر پہ آ موسم نو بہار کے بادل اس کربلا میں آ ۔

بر مزارم شیشہ بگذاشت پیر مے فروش — کرد تخفیف عذاب از سبزۂ مینا مرا

ترجمہ ۔ میرے مزار پر بوتل چھوڑ گیا شراب فروش بوڑھا ۔ سبز شراب کی پیالیں کے عذاب کو مجھ پر ہلکا کر دیا ۔

قولہ مولف اربعین نے کہا کہ غیر خدا کی نذر ماننا شیرینی تقسیم کرنا اور طعام قبر پہ لانا بطریق نذر یا بطریق تقرب جائز نہیں ۔

گو تم میں کہتا ہوں کہ نذر خدا کے لیے ثواب بزرگوں کے ارواح کیلئے اور طعام فقراء و مجاورین کے لیے ہو تو اس میں حرج کیا ہے ایسا فعل بالکل جائز ہے جیسا کہ طوالع الانوار میں مرقوم ہے۔

فی بیان صحۃ النذر۔ اَنْ یَّقُوْلَ یَا اللّٰہُ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ اِنْ شَفَیْتَ مَرِیْضِیْ اَوْ رَدَدْتَ غَائِبِیْ اَوْ قَضَیْتَ حَاجَتِیْ اَنْ اُطْعِمَ الْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ اَوْ اِشْتَرِیْ حَصِیْرًا لِمَسَاجِدِھِمْ اَوْ زَیْتًا بِوُقُوْدِھَا اَوْ دَرَاھِمَ لِمَنْ یَّقُوْمُ بِشَعَائِرِھَا اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ مِمَّا یَکُوْنُ فِیْہِ نَفْعٌ لِلْفُقَرَاءِ وَالنَّذْرُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِکْرُ الشَّیْخِ اِنَّمَا ھُوَ لِبَیَانِ مَحَلِّ صَرْفِ النَّذْرِ لِمُسْتَحِقِّیْہِ الْمُقِیْمِیْنَ بِرِبَاطِہٖ اَوْ بِمَسْجِدِہٖ فَیَجُوْزُ بِھٰذَا الْاِعْتِبَارِ اِذْ مَصْرَفُ النَّذْرِ الْفُقَرَاءُ وَقَدْ وُجِدَ وَلَا یُقَالُ ھٰذَا الْکَلَامُ یَقْتَضِیْ نَفْیَ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ وَھِیَ ثَابِتَۃٌ بِاَدِلَّۃٍ لَا یُمْکِنُ رَدُّھَا لِاَنَّا نَقُوْلُ اِجَابَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی لِلْمَلْھُوْفِ الَّذِیْ وَصَلَ اِلٰی ضَرِیْحِ وَلِیٍّ مِّنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَکَشْفُ کُرْبَتِہٖ کَرَامَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی لِعَبْدِہِ الصَّالِحِ فَالْکَاشِفُ لِلْکُرْبَۃِ اِنَّمَا ھُوَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالْوَلِیُّ لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ جَاہٌ عَظِیْمٌ اَوْجَبَ ذٰلِکَ الْجَاہُ سُرْعَۃَ اِجَابَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی دُعَاءَ مَنْ لَاذَ بِہٖ وَتَذَلَّلَ لِلْمَوْلَی الْجَلِیْلِ بِاِعْتِنَابِہٖ

(انتھی۔)

ترجمہ۔ صحت نذر کے بیان میں یوں کہے۔ اے اللہ میں تیرے نام کی نذر مانتا ہوں اگر تو نے میرے مریض کو شفا بخشی یا میرے غائب کو لوٹایا۔ یا میری حاجت پوری فرمائی یہ کہ میں کھانا کھلواؤں گا فلاں بزرگ کے در پر جو محتاج اور فقیر رہتے ہیں

ان کو یا ان کی مسجد کے لئے چٹائی خرید کر دوں گا یا تیل مسجد روشن کرنے کے لئے خرید کر دوں گا یا روپے دوں گا اس کے لئے جو تعظیم کے لئے آئے یا اس کے علاوہ جس میں نفع فقراء کے لئے ہو اور نذر خدا کے لئے اور شیخ نے ذکر کیا کہ بیشک یہ نذر کے خرچ کرنے کے محل بیان میں ہے طرف مستحق حضرات کے ۔

(قال) مولف اربعین نے رسالہ کے خاتمہ میں کہا کہ انبیاء و رسل اس باب میں سوائے کلمہ لا ادری میں نہیں جانتا کچھ نہ کہینگے حضور علیہ السلام نے فرمایا وَاللّٰہِ لَآ اَدْرِیْ وَاللّٰہِ لَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ • ترجمہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا ۔

(اقول) میں کہتا ہوں (شاہ احمد سعید) کہ مجیب نے رسالہ کے خاتمہ میں خود اپنے عقاید کا اظہار کر دیا اور بحکم برتن میں جو ہوگا وہی اس سے ٹپکے گا لہذا لازم ہوا کہ ان کے مقابلہ میں میں بھی اپنے عقاید محامد اور مناقب کے باب میں بیان کروں اور نبی کریم علیہ السلام کی نعت توصیف و مدح تعریف کے ساتھ اپنے رسالہ کو مزین کروں ۔ مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ ۔ وَلٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ ۔

میں اپنے کلام سے ممدوح عالم فخر آدم و بنی آدم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر رہا بلکہ آپ کے اسم گرامی سے میں اپنے کلام کو مزین بنا رہا ہوں اور اس تعریف و منقبت کو اپنے بہترین خاتمہ کے لئے ذریعہ اور وسیلہ بناتا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

گر ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب ۔ ہنوز نام تو گفتن مرا نمی شاید

اول مولف اربعین کی دلیل کا جواب ذکر کیا جاتا ہے مولف اربعین نے کہا کہ حدیث میں ہے کہ آخرت کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوگا اور کہاں سے اسے کھانا ہے اور کہاں اس نے مرنا ہے یہ حدیث منسوخ ہے اور حدیث منسوخ

قابل استدلال نہیں اس حدیث کی ناسخ قرآن کریم کی آیت ہے۔ لیغفر لک اللہ من
ما تقدم من ذنبک وما تأخر اور یہ آیت نبی کریم علیہ السلام کے حق میں ہے اور
امت کے حق کل امۃ یدخلون الجنۃ۔ قال الطیبی فی تسیرہ صلی اللہ علیہ
طیبی نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ اس میں کئی وجہیں ہیں (۱) آپ نے اس
وقت فرمایا جب عثمان بن مظعون کی بیوی نے عثمان کی وفات کے بعد کہا ھنیئا لک
الجنۃ تجھے جنت مبارک ہو تو نبی کریم علیہ السلام نے اس کو سوء ادب سمجھکر فرمایا
کہ حکم بالغیب لگانا تیرے حال کے مناسب نہیں اسکی نظیر بالکل وہ قول ہے جو
آپ نے ام المومنین سے فرمایا تھا جب آپ نے کہا تھا طوبیٰ لھذا العصفورۃ
من عصافیر الجنۃ اسکو مبارک ہو یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے تو نبی
کریم علیہ السلام نے فرمایا او غیر ذالک یا عائشۃ (۲) یہ منسوخ ہے لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک سے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لا ادری ما یفعل بی ولا بکم کی تفسیر
فرمائی ہے (۳) مخصوص ہے امور دنیا کے ساتھ بسبب حدیث میں غور کئے بغیر یہ حدیث
یا اس سے ہم معنی احادیث کا محل نبی کریم علیہ السلام کے متردداً فی عاقبۃ امرہ ہونے
پر جائز نہیں کیونکہ احادیث صحیحہ سے بہترین انجام ثابت ہے خود نبی کریم علیہ السلام
نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خبر دی کہ آپ کو مقام محمود عطا کیا جائے گا اور اکرم
الخلق علی اللہ اول شافع اور اول مشفع ہیں اور اسی طرح شیخ محقق نے ترجمہ مشکوۃ میں
ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی پاک علیہ السلام کی شان میں فرمایا کما ارسلنا
فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب
والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون ط جیسا کہ مبعوث فرمائے
تم میں تم سے رسول جو تم پر قرآن کی آیتیں پڑھتے ہیں تمہارا تزکیہ قلوب فرماتے
اور حکمت سکھاتے ہیں اور ہیں وہ کچھ سکھاتے ہیں جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ بیشک تشریف لائے تمہارے پاس رسول تم میں سے ناگوار گزرتی ہے ان پر تمہاری مشقت مومنین کے ساتھ حریص ہیں مہربان اور رحیم ہیں تفسیر مدارک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ناموں میں سے دو نام کسی کے لئے جمع نہیں کئے سوائے سرکار نبی کریم علیہ السلام کے۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ط اے محبوب کریم ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے آپ کی شان میں مزید آیات قرآنی کا نزول کس طرح اور کس شان سے ہوا ملاحظہ ہو آیت کریمہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ط

اس آیت شریفہ سے آپ کی اُمت کی فضیلت روز روشن کی طرح عیاں ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ط اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ وَقَالَ سُبْحَانَهٗ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ط وَقَالَ جَلَّ جَلَالُهٗ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ط فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا لَّآ اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ عنقریب تیرا رب تجھے عطا فرمائے گا اور راضی کر دے گا۔ تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا میں اس وقت تک راضی نہ ہونگا جب کہ ایک اُمتی بھی میرا جہنم میں ہوا۔

وَاَيْضًا قَالَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ط اى بالنبوۃ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا۔ مفسر کہتے ہیں کہ نبوہ اور اس کے علاوہ دوسرے درجات سے۔

أي رفع مثل أن قرن اسمه باسمه في كلمتي الشهادة والأذان والإقامة والخطبة وغيرها وجعل طاعته وصلى الله عليه في ملائكته وأمر المؤمنين بالصلوة عليه وخاطبه بالألقاب۔ وورد في الأحاديث الصحاح إنه صلى الله عليه وسلم سيد ولد آدم وأكثر الناس تبعا يوم القيامة وأكرم الأولين والآخرين على الله وأول من ينشق عنه القبر وأول شافع وأول مشفع وأول من يقرع باب الجنة فيفتح الله له وحامل لواء الحمد يوم القيامة تحته آدم ومن دونه وهو الذي قال عليه الصلوة والسلام علمت علم الأولين والآخرين ونحن الآخرون السابقون يوم القيامة وأنا قائل قولا غير فخر وأنا حبيب الله وأنا قائد المرسلين ولا فخر وأنا محمد بن عبد الله ابن عبد المطلب إن الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فرقتين فجعلني في خيرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلني في خيرهم قبيلة ثم جعلهم بيوتا فجعلني في خيرهم بيتا فأنا خيرهم نفسا وخيرهم بيتا وأنا أول الناس خروجا إذا بعثوا وأنا قائدهم إذا وفدوا وأنا خطيبهم إذا أنصتوا وأنا مستشفعهم إذا حبسوا وأنا مبشرهم إذا أيسوا والكرامة والمفاتيح يومئذ بيدي ولواء الحمد يومئذ بيدي وأنا أكرم ولد آدم على ربي يطوف على ألف خادم كأنهم بيض مكنون۔ وإذا كان يوم القيامة كنت إمام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر لولاه لما خلق الله سبحانه الخلق ولما أظهر الربوبية كان نبيا وآدم بين الماء والطين۔

خاکی و بہ اوج عرش منزل ۔ امی و کتاب خانہ در دل

ترجمہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ملایا حضور علیہ السلام کا نام اپنے نام کے ساتھ کلمہ شہادت میں اذان میں اقامت اور خطبہ میں اور صحیح احادیث میں مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اولاد آدم سب کے ...... سردار ہیں قیامت کے دن اکثر امت والے ہیں اولین آخرین سے اکرم عزت والے ہیں سب سے پہلے آپ کی قبر انور پھٹے گی پہلے شفاعت کرنے والے اور شفاعت قبول کئے ہوئے ہیں سب سے پہلے آپ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کے لئے جنت کا دروازہ کھولے گا لواء الحمد کے اٹھانے والے ہیں قیامت کے دن آدم علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء کرام آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے اور آپ نے فرمایا کہ مجھے اولین و آخرین علم عطا کیا گیا ہم آنے میں سب سے آخر ہیں قیامت میں سب سے آگے اور میں کہتا ہوں بلا فخر میں اللہ کا حبیب ہوں میں مرسلین کا قائد ہوں لیکن مجھے اس پر فخر نہیں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہتر مخلوق میں بنایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو دو گروہ میں تقسیم کیا تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا پھر انکو قبیلہ قبیلہ بنایا تو مجھے بہتر قبیلہ سے بنایا پھر گھروں کو بنایا تو مجھے بہتر گھر سے بنایا پس میں ذات کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور گھر کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو سب سے پہلے مزار سے میرا خروج ہوگا اور میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ چلیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے میں سفارش کروں گا جب گرفتار ہوں گے اور میں خوش خبری دینے والا ہوں گا جب وہ ناامید ہوں گے عزت اور چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی الحمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے شرافت و عزت والا ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک چکر لگائیں گے مجھ پہ چاندی کی طرح

خوبصورت ہزار غلام اور جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام انبیاء کا امام ہونگا اور خطیب ہوں گا اور شفاعت کرنے والا مگر مجھے فخر نہیں اگر نبی کریم علیہ السلام کا وجود گرمی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور اپنی ربوبیت کا اظہار بھی نہ کرتا آپ نبی تھے اور آدم علیہ السلام پانی اور کیچڑ میں تھے۔

نماند بعصیاں کسے در گروہ ۔ کہ دارد چنیں سید پیشرو
محمد عربی کآبروئے ہر دو سرا است ۔ کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

وہ شخص گناہوں میں رہن نہیں رہ سکتا جسکا ایسا سردار آگے جانے والا ہو حضور علیہ السلام تمام جہاں کی آبرو ہیں جو آپ کے در کی خاک نہیں اس کے سر پر خاک ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُکْسٰی حُلَّۃً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَّمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ یَّقُوْمُ ذٰلِکَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیْ وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ فَضَّلَ مُحَمَّدًا عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ قَالُوْا یَا اَبَا عَبَّاسٍ بِمَ فَضَّلَہٗ عَلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِاَھْلِ السَّمَاءِ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ہ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالُوْا وَمَا فَضْلُہٗ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ قَالَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ الخ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ ج فَاَرْسَلَہٗ اِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مشکوٰۃ شریف

وَعَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَکَ شَیْئًا یَّکُوْنُ فِیْ مَقَامِہٖ ۔ ذٰلِکَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ

الاَّحَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ۔ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِیْ هٰؤُلَاءِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّیْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ"

(متفق علیہ) ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جنت لباس سے جوڑا پہنایا جاؤں گا پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا اس مقام پر میرے سوا کوئی دوسرا کھڑا نہیں ہو سکیگا اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ السلام کو تمام انبیاء کرام اور اہل سموات پر فضیلت بخشی ہے تو صحابہ کرام نے عرض کی کیسے آپ کو اہل سموات پر فضیلت دی گئی تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ نے اہل سموات سے فرمایا جو بھی ان میں سے یہ کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں پس اس کو ہم جہنم کی سزا دیں گے اور اس طرح ظالم کی سزا ہے اور نبی کریم علیہ السلام سے اللہ نے فرمایا: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ حاضرین نے عرض کی کہ انبیاء کرام پر آپ کو کیسے فضیلت ملی تو آپ نے کہا کہ دیگر انبیاء عظام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر نبی کو ہم نے اس کی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث فرمایا یعنی ایک خاص قوم کے لئے ان کی بعثت تھی مگر نبی کریم علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر نذیر بنا کر مبعوث فرمایا تو یہاں بعثت عمومی ہے کوئی ذرہ بھی حضور علیہ السلام کے دائرہ رسالت و نبوت کے باہر نہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم علیہ السلام ہم میں کھڑے ہوئے اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا قیامت تک جو ہونے والا تھا آپ نے اسی مقام پر بیان کر دیا ہم میں سے کسی نے یاد رکھ لیا اور کوئی کچھ بھول گیا۔ مگر جب کوئی واقعہ سامنے آتا تو ہمیں یاد آجاتا کہ یہ نبی کریم علیہ السلام نے اس خطبہ میں بیان فرمایا تھا جیسا کہ کوئی آدمی حاضری کے بعد

غائب ہو جائے عرصہ کے بعد ملاقات ہو تو انسان پہچان جاتا ہے کہ یہ شخص تو وہی فلاں ہے اسی طرح کوئی واقعہ پیش آنے کے بعد ہم کو خطبہ میں اس کا مذکور ہونا یاد آجاتا۔
علی ہذا القیاس بے شمار ایسے امور جن کا آخرت سے تعلق ہے آپ نے خبر دی جو یقیناً ہونے والے ہیں اور مومن کے لئے ضروری ہیں کہ ان امور پر ایمان رکھے پس کمال تعجب تو زمانہ کے ایسے علماء سے ہے جو باوجود وفور علم مخبر صادق علیہ السلام کے کہ کسی کو بھی دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے ایسا علم قدرت وعظمت عنایت نہیں ہوئی سب سے سبقت کا گیند لے گئے۔ اس طرح کہ کمالات وصفات میں آپ کی مثل کوئی بھی نہیں گذرا ؎

خوبی وناز کرشمہ حرکات سکنات آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

نہیں نہیں میں نے غلط کہا بلکہ سب سے ہر لحاظ اور ہر وجہ سبقت لے گئے ہیں۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

پس بیشک حضور علیہ السلام کی عظمت وفضیلت کی انتہا نہیں۔ کوئی بھی بولنے والا منہ سے اس کا اظہار کر سکے۔

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری ہر چند وصفت می کنم در حسن زیبا تری

• تیرا چہرہ آذر کے خوبصورت اور منقش بتوں سے بھی خوبصورت ہے جتنی بھی میں تیری تعریف کروں تو اس سے بڑھ کر ہے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
تو باایں جمال خوبی چو بطور جلوہ آرائی ! ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

• تو اگر اس جمال خوبی کے ساتھ کوہ طور پہ جلوہ نما ہو تو وہ ذات بھی ارنی کہے جس نے لن ترانی کہا۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پر تو صفات تو عین ذات مینگری در تبسمی

صورت تو نگارے نیا خرید خدا | ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

● تیرے نقش نگار کی مثل اللہ نے نہیں پیدا کیا۔ تجھے بنایا اور ہاتھ قلم سے کھینچ لیا

گر مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید | حیرت دارم کہ نازش راچساں خواہد کشید

● اگر مصور اس محبوب کی صورت کھینچنا چاہے تو مجھے اس بات پر تعجب اور حیرانی ہے کہ اس کا ناز کس طرح کھینچیگا۔

حضور علیہ السلام کے عام علم شریف کا انکار کرتے ہیں اور لا ادری کا کلمہ آپ کی شان میں لکھتے ہیں اور اپنی مثل جانتے ہیں۔ اور اپنے جیسا خیال کرتے ہیں۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ترجمہ قریب ہے کہ آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور زمین پھٹنے لگے اور پہاڑ گرنے لگیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ کفار کا مقولہ نقل کیا ہے کہ نہیں ہو تم مگر ہمارے جیسے : قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؀

همسری با انبیاء بر داشتند | اولیا را همچو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر | ما و ایشاں بستهٔ خوابیم و خود
ایں ندانستند ایشاں از عمی | هست فرقے درمیاں بے انتہا
هر دو گوں زنبور خوردند از محل | لیک شد زاں نیش و زاں دیگر عسل
هر دو گوں آهو گیا خوردند و آب | زیں یکے سرگیں شده زاں مشک ناب
هر دو نے خوردند از یک آب خور | آں یکے خالی و آں پر از شکر
صد هزاراں ایں چنیں اشباه بیں | فرق شاں افتاد ساله راه بیں
خورد گردد پلیدی زیں جدا | آں خورد گردد همه نور خدا
ایں خورد زاید همه بخل حسد | واں خورد نا ید همه نور احد
ایں زمین پاک واں شوره ست بد | ایں فرشته پاک آں دیو ست و دد

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست — آب تلخ و آب شیریں را خصاست

جز کہ صاحب ذوق تشنہ مد بیاب — او شناسد آب خوش از شور آب

جز کہ صاحب ذوق تشنہ سد طعوم — شہد را نا خوردہ کے دانی زموم

سحر را با معجزہ کردہ قیاس — ہر دو را بر مکر پندارد اساس

ساحراں با موسیٰ از استیزہا — بر گرفتہ چوں عصائے او عصا

زیں عصا تا آں عصا فرقیست ژرف — زیں عمل تا آں عمل راہے شگرف

لعنۃ اللہ ایں عمل را در قفا — رحمۃ اللہ آں عمل را در وفا

کافراں اندر مری بوزینہ طبع — آفتے آمد درون سینہ طبع

ہر چہ مردم می کند بوزینہ ہم — آں کند کز مرد بیند دمبدم

او گماں کردہ کہ من کردم چو او — فرق را کے داند آں استیزہ رو

ایں کند از امر آں بہر ستیز — بر سر استیزہ رویاں خاک ریز

ترجمہ ۔ (۱) انبیاء کے ہم پلہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اولیاء کو اپنی طرح گمان کرتے ہیں۔

(۲) اور یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی بشر ہیں اور انبیاء و اولیاء بھی بشر ہیں۔ ہم اور انبیاء کھانے سونے میں ہم مثل ہیں۔

(۳) اپنے اندھے پن کی وجہ سے کہ دونوں میں بے پناہ فرق ہے۔

(۴) ہر دونوں طرح کی مکھیوں نے ایک جگہ سے کھایا لیکن ایک نے شہد پیدا کیا اور دوسری نے کاٹنا شروع کیا۔

(۵) ہر دونوں طرح کے ہرنوں نے کھایا گھاس اور پیا پانی ایک سے گوبر پیدا ہوا اور دوسرے سے کستوری۔

(۶) ہر دونوں کانوں نے ایک ہی پانی کی جگہ سے پیا ایک خالی اور دوسرا میٹھے سے بھرا ہوا۔

(۷) سینکڑوں ایسی مشابہت کی چیزیں دیکھے گا لیکن ان میں فرق ہزار سال جیسا ہوگا
(۸) یہ کھاتا ہے تو اس سے پلیدہ جدا ہوتا ہے وہ کھاتے ہیں تو سب نور بن جاتا ہے
(۹) یہ کھاتا ہے تو سب حسد بخل ظاہر کرتا ہے وہ کھاتا ہے تو خدا کا نور بن جاتا ہے
(۱۰) یہ زمین اچھی وہ شور ہے یہ پاک فرشتہ ہے اور وہ شیطان درندہ ہے۔
(۱۱) سوائے صاحب ذوق کے نہیں پہچان سکتا پینے والی چیز وہ میٹھے پانی کو کڑوے سے جدا کرتا ہے۔
(۱۲) ذوق والے کے بغیر نہیں پہچان سکتا — شہد نہ کھانے والا موم میں فرق نہیں کر سکتا۔
(۱۳) جادو اور معجزہ کو ایک دوسرے پر قیاس کیا دونوں کی بنیاد مکر فریب پر سمجھا۔
(۱۴) جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے ان کی طرح ہاتھ میں عصا پکڑے ہوئے
(۱۵) اس عصا سے اس عصا تک فرق ہے گہرا۔ اس عمل سے اس عمل تک راستہ ہے
(۱۶) اس عمل کے بعد اللہ کی لعنت ہے۔ اس عمل کے بعد اللہ کی رحمت ہے۔
(۱۷) یکا فر دراصل بندر کی طبیعت والے ہیں طمع اور لالچ سینہ میں ایک آفت اور معصیت ہے۔
(۱۸) جو کچھ لوگ کرتے ہیں تو بندر بھی ان سے دیکھ کر وہی کرتا ہے۔
(۱۹) اس نے گمان کیا کہ میں بھی اس کی طرح کرتا ہوں۔ دونوں کے کرنے میں وہ فرق کو کیا جانے۔
(۲۰) یہ کرتا ہے حکم سے اور وہ مقابلہ کے لئے۔ مقابلہ کرنے والوں کے سر پر خاک ڈال۔

صحیح حدیث میں مروی ہے کہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم علیہ السلام نے اپنے صحابہ صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ خود تو صوم وصال رکھتے ہیں نبی کریم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔

کہ تم میں سے کون میری مثل ہے میں تو اللہ تعالیٰ کے پاس رات بسر کرتا ہوں اور مجھے میرا اللہ کھلاتا اور پلاتا ہے اس حدیث میں بھی نبی کریم علیہ السلام نے اپنی مماثلت بالامت کے ساتھ نفی فرمائی ہے اور حدیث میں یہ چیز بالصراحت موجود ہے اسکے باوجود نادان لوگ مماثلت کا دعویٰ کریں تو ان کا مقصد صرف حضور علیہ السلام کی کی مخالفت معلوم ہوتی ہے اور آپ کے حکم کی مخالفت کی سزا قرآن کریم میں موجود ہے وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۔ جو شخص ہدایت کے واضح ہونے کے بعد بھی نبی کریم علیہ السلام کی مخالفت کریگا تو ہم اس کا ٹھکانہ جہنم بنائیں گے۔ اور یہ بدترین ٹھکانہ ہے افسوس ہزار بار افسوس کہ بالاشتراک تو تلاش کیا مگر مابہ الامتیاز پر غور نہ کیا اس نو پید طائفہ کے لئے خصائص کبریٰ کا مطالعہ لازمی و ضروری ہے تاکہ اس کا ایمان درست ہو جائے ورنہ عقیدہ میں خرابی ہی خرابی ہے حضور علیہ السلام کی خصوصیات سے چند باتیں رقم کرتا ہوں امید ہے ہوش گوش سے توجہ کرینگے۔

۱۔ آپ کے وجود باجود کے سبب زمانہ میں جو جہالت کی تاریکی و ظلمت تھی نور ایمان و ہدایت سے تبدیل ہو گئی اور آسمانوں پر جن و شیطان کی آمد و رفت و جاسوسی ختم ہو گئی اور شہاب ثاقب سے مرجوم ہوئے۔

۲۔ اہل فارس کا آتشکدہ جو ہزار سال سے شعلہ زن تھا سرد ہو گیا۔

۳۔ آپ کی پیدائش یوں ہے کہ ختنہ کردہ ناف بریدہ سرمہ کشیدہ جب زمین پر تشریف لائے تو سر اقدس سجدہ میں رکھا اور اپنی انگلی مبارک آسمان کی طرف اٹھائی اس کے بعد سر اقدس اٹھایا اور بزبان فصیح کہا۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ۔ اس وقت بادل کا ٹکڑا نیچے اترا اور جب نبی کریم علیہ السلام کو اٹھالیا اور غائب کر لیا تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے

سنا منادی کہہ رہا تھا کہ حضور علیہ السلام کو جہاں کے گرد پھیر دو تا کہ مخلوق آپ کو آپ کے نام سے اوصاف سے اور صورت سے پہچان لے اور چشم زدن میں وہ بادل روشن ہوا اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تھوڑی دیر بعد پھر حضور کو واپس لایا گیا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ ستارے قریب قریب آرہے ہیں ایسا یقین ہو رہا تھا کہ سب کے سب زمین پر گرنے والے ہیں اور آپ کے نور سے حرم کی تمام زمین روشن ہوگئی اور نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا کہ مشرق سے لیکر مغرب تک زمین روشن ہوگئی اس روشنی میں شام اور روم کے محلات نظر آنے لگے اور قصر نوشیرواں میں شگاف پڑ گئے چودہ کنگرے گر گئے۔ حلیمہ سعدیہ آپ کو اپنے قبیلہ میں لے کر گئیں بے پناہ برکات ان دنوں میں حلیمہ اور بنی سعدیہ کے قبیلہ کو حاصل ہوئیں۔ خشک سالی سبزہ سالی میں تبدیل ہوئی اور بالیقین قوم کے ہر چھوٹے بڑے نے جان لیا کہ یہ برکت فقط اس پیارے مہمان گرامی کی وجہ سے ہے بوقت رضاعت آپ نے عدل و انصاف کے پرچم کو بلند کرتے ہوئے دوسرے پستان سے دودھ تک نہ نوش فرمایا اس کو اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیا اور بچپن میں آپ نے دوسرے بچوں کی طرح کبھی بھی لباس پاجامہ میں بول و غائط نہ کئے بلکہ دن رات میں اپنے وقت معین پر ضروریات سے فراغت حاصل کی اور ستر عورت ہمیشہ فرماتے اگر کبھی کبھار جسم کا کوئی خاص حصہ بے پردہ ہو جاتا تو آپ اس کو ڈھانپنے کے لئے رونا شروع کر دیتے اگر پردہ ڈالنے میں کچھ تاخیر ہو جاتی تو غیب سے خود بخود کوئی پردہ ڈال دیتا فرشتوں و ملائک کے حرکت دینے سے آپ حرکت کرتے اور پہلو بدلتے اور چاند آپ سے کلام کرتا اور جس طرف آپ اشارہ فرماتے جھک جاتا اور آپ کے جسم کی بڑھائی ایک دن میں اسقدر ہوتی جتنا عام بچوں کی ایک ماہ میں جب سرکار دو ماہ کے ہوئے تو دیوار کے سہارے چلنے لگے اور جب عمر چھ ماہ کی ہوئی تو چلنے کی طاقت

بھی ہو گئی۔ اور جب آپ کی بات سننے کے لئے کوئی قریب ہوتا تو آواز آتی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور نو ماہ کی عمر شریف میں آپ فصیح و بلیغ کلام فرمانے لگے اور جب آپ کا پہلی مرتبہ شق صدر ہوا اس وقت آپ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے فرشتوں نے قلب مبارک شق کیا مضغی سیاہ نکالکر نور بھرا پھر دوبارہ دل کو خانہ میں رکھدیا زخم خود بخود مندمل ہو گیا اور ہزار آدمیوں کے ساتھ آپ کو وزن کیا گیا مگر وہ ہزار آپ کے ہم پلہ نہ ہوئے اگر ساری امت کے ساتھ آپ کو وزن کیا جاتا تو آپ کا پہلو راجح ہوتا اور جب بھی آپ شجر وحجر سے گذرتے تو آواز آتی :۔ ....

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اور بطن نخل میں جنوں کی ایک جماعت نے آپ کے دست مبارک پر ایمان قبول کیا اور ایمان لائی ۔ کوئی جانور آپ کے سر اقدس کے اوپر سے نہیں گذرتا تھا آپ کے سر مبارک پہ بادل سایہ کرتے آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور مکھی آپ کے جسم مبارک پر نہیں بیٹھتی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج جسمانی کے ساتھ مختص فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت و دوزخ پر مطلع فرمایا اور وہاں تک لے گیا جہاں کسی کے علم کی بھی رسائی نہیں اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس رات دیدار اور کلام دونوں سے آپ کو نوازا ۔ اولین و آخرین کے علوم آپ کو عطا فرمائے اور آنکھ کی قوت اس درجہ دی گئی کہ روشنی ہو یا تاریکی سامنے ہو یا پیچھے قریب ہو یا بعید حاضر ہو یا غائب آپ اس کو برابر دیکھتے عقد پروین میں گیارہ ستارونکو شمار کر لیتے قوت سامعہ اس درجہ کی تھی کہ بیداری ہو یا خواب دور ہو یا نزدیک آپ سن لیتے آپ کی نیند ناقض وضو نہ تھی تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ آنکھیں آرام کرتی ہیں مگر دل غافل نہیں ہوتا اس پر نص قاطع ہے آپ کے دست مبارک پر ہزاروں معجزے نکا ظہور ہوا انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا کنکریوں کا دست مبارک میں تسبیح کہنا چاند کا اشارہ سے دو ٹکڑے ہونا کفار کا ایک مٹھی ریت سے نابینا

ہو جانا اور بے شیر بکری سے دودھ کی نہریں جاری کرنا دست مبارک کو قتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پھیرنا جس سے ان کا چہرہ اس درجہ روشن ہوا کہ ہر چیز کا عکس ان کے چہرے میں نظر آنے لگا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مشک عنبر سے بھی بڑھکر خوشبو آپ کے پسینہ مبارک میں تھی جس کوچہ سے آپ کا گذر ہوتا خوشبوؤں کی وجہ سے لوگوں کو خود بخود معلوم ہو جاتا کہ آپ اس جانب تشریف لے گئے ہیں کیا ہی اچھا کسی نے کہا ہے ؎

قَلَقُ الْمَلِيحَةِ وَهِيَ مِسْكٌ هَتْكُهَا | وَمَسِيرُهَا فِي اللَّيْلِ وَهِيَ ذُكَاءُ

محبوبہ کا اضطراب اس حال میں کہ وہ کستوری ہے، اسکی پردہ دری ہے | اور چلنا اس کا رات میں اس حال میں کہ وہ سورج ہے

أَمِنَ ازْدِيَارَكِ فِي الدُّجَى الرُّقَبَاءُ | إِذْ حَيْثُ كُنْتِ مِنَ الظَّلَامِ ضِيَاءُ

امن میں ہیں تیری زیارت سے اندھیروں میں تیرے رقیب | کیونکہ جہاں بھی تو ہو وہاں اندھیروں سے روشنی ہو جاتی ہے

لَا تَلْقَ هٰذَا الْوَجْهَ شَمْسُ نَهَارِنَا | إِلَّا بِوَجْهٍ لَيْسَ فِيهِ حَيَاءُ

نہیں ملاقات کر سکتا اس چہرہ کی ہمارے دن کا سورج | مگر ایسے چہرے کے ساتھ کہ جس میں حیا نہ ہو

جس یتیم کے سر پر دست مبارک پھیر دیتے وہ معطر اور دُرِّ یتیم بن جاتا اور عورتیں آپ کے پسینہ مبارک کو بوتلوں میں بند کر لیتیں۔ اور دلہنوں کو لگاتیں ان دلہنوں سے ایسی خوشبو آتی کہ دنیا جہان کے عطر اور گوناگوں اقسام خوشبو ان کا مقابلہ نہ کر سکتیں اور اس خوشبو کا اثر نسلاً بعد نسلاً رہتا جو شخص بھی آپ سے مصافحہ کرتا اس کے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہتی۔ دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوۃ کا نشان کبوتری کے انڈے مانند یا دلہن کے ٹکمہ کی طرح تھا۔ معارج النبوۃ میں مرقوم ہے کہ مہر نبوۃ میں تین سطریں مرقوم تھیں (۱) العظمة لله (۳) لا اله الا الله محمد رسول الله (۲) درمیان میں تحریر تھا توجه حيث شئت فانك منصور جس طرف آپ چاہیں جائیں آپ فتح یاب ہیں آپ کے فضلات پاک تھے زمین ان کو نگل جاتی اور اس جگہ سے خوشبو

آتی بعض صحابہ نے آپ کے خون کے قطرے کھا لئے اور ام ایمن نے برکت کے لئے بول مبارک نوش کر لیا اور آپ کو چالیس جنتی مردوں کے برابر قوت دی گئی آپ کا رعب اور ہیبت اسقدر تھی کہ نا واقف آدمی کانپنے لگتا جیسا کہ قیلہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو پسینہ سے کانپنے لگے آپ نے فرمایا اے مسکینہ تجھ پر سکون و اطمینان لازم ہے اور ابن مسعود کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص آپ کے سامنے کھڑا اچانک کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا تجھ پر سکون لازم ہے میں فرشتہ نہیں ہوں کہ تو گھبرا گیا ہے۔ آپ کو کبھی بھی احتلام نہیں ہوا شیطان آپ کی صورت نہیں اختیار کر سکتا اور عزرائیل علیہ السلام نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہی اسوقت تک کھڑے رہے جبتک کہ اجازت نہ ملی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔۔۔ جو ذات ان صفات کی جامع ہو ان کے علاوہ بھی تمام تمام صفات کمالیہ سے موصوف ہو جیسا کہ کتب میں موجود ہے کون ہے جو آپ کے ساتھ مساوات کا دعوٰی کرے اور مدعی مساوات ہو ؏ :

دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

بیہودہ دماغ بڑھایا اور باطل خیال باندھا۔ مثل اس مکھی کے جو گدھے کے پیشاب میں بہتے ہوئے تنکے پر بیٹھی خیال کرتی ہو کہ میں ایک ایسی کشتی پہ سیر کر رہی ہوں جو دریا کی موجوں میں چل رہی ہو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ؕ بحرمت نبیٔ پاک افضل موجودات اشرف المخلوقات ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شفاعت کبرٰی کے ساتھ مختص ہیں اور پاک آل پر اور پاک صحابہ پر آمین یا رب العالمین ؕ

تمت

ضروری گذارش

اہل سنت کا ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے بزرگوں اور رشتہ داروں کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کے ایصالِ ثواب کے لئے گیارہویں وغیرہ کرتے ہیں۔ یہ طریقہ اپنی جگہ پر بالکل درست ہے مگر اس پرفتن دور میں جبکہ باطل فرقے اپنی پوری قوت کے ساتھ گمراہ کن لٹریچر پھیلا رہے ہوں اور لوگوں کو دین اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے برگشتہ کر رہے ہوں تو اہلسنت کے لئے ازحد ضروری ہے کہ وہ علمائے اہل سنت کے لٹریچر کی اشاعت کے لئے بزم رضا سے تعاون فرمائیں کیونکہ بزم کا مقصد یہی ہے کہ گستاخوں کا ٹھوس اور مدلل طریقے سے رد کرنا۔ اس طرح جب تک یہ کتابیں لوگوں کے مطالعہ میں رہیں گی اور جتنے لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے ان کا ثواب مرحومین کی ارواح کو برابر پہنچتا رہے گا اور دین کی اشاعت بھی ہوتی رہے گی۔ جو لوگ اپنے بزرگوں کو ایصالِ ثواب کرنا چاہیں ان کے لئے بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ بزم رضا کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ بہترین صدقہ جاریہ علم نافع پھیلانا ہے۔ دیکھئے شرح الصدور علامہ جلال الدین سیوطی قدس اللہ سرہ۔

بزمِ رضا ضلع گوجرانوالہ

اغراض و مقاصد بزمِ رضا

۱۔ سنی حنفی لٹریچر کی اشاعت کرنا۔

۲۔ دورِ سابقہ کے علمائے حق اہل سنت کے لٹریچر کا ترجمہ کرا کر شائع کرنا اور مفت تقسیم کرنا۔

۳۔ فاضل بریلوی اور مولانا فضل حق خیرآبادی کی شخصیات سے روشناس کرانا۔

۴۔ تمام باطل فرقوں کے رد میں زیادہ سے زیادہ کتب کی اشاعت کرنا اور عوام اہل سنت کو ان کی بدمذہبیت سے آگاہ کرنا